کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (ترجمہ) سچے لوگوں کیساتھ رہو ۱۱۹ سورۃ توبہ

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی ٭ نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

(اقبالؒ)

گوہرِ عمرؒ

شیخ الطریقت حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیربل شریف

کے

مکتوبات شریف

بنام حضرت صاحبزادہ حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب، حضرت صاحبزادہ حافظ محبوب الرسول صاحب،
حضرت صاحبزادہ سید محفوظ حسین صاحب

مع

مختصر حالات شیخ الطریقت حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحب بیربل شریف

باجازت واہتمام:
حضرت صاحبزادہ خالد سیف اللہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ عمریہ بیربل شریف ضلع سرگودھا

حضرت صاحبزادہ خواجہ حافظ محمد عمر صاحب بیربلوی

ضرورت بڑھ رہی ہے جتنی جتنی صبحِ روشن کی !
اندھیرا اور گھرا اور گھرا ہوتا جاتا ہے

بیسوی صدی کے اس سائنسی اور کاروباری دور میں رُوحانی شخصیتوں کا وجو خاصی قلت میں ہے۔ پھر بھی خداوند تعالیٰ اپنی کرم نوازی اور مہربانی کسی خطہ کے افراد پ کر ہی دیتا ہے اور کسی ایسے نیک انسان کو پیدا فرما دیتا ہے، جو قوم کے عروقِ مُردہ میں زندگی کی لہر پھر سے دوڑا دیتا ہے۔ اس کی طفیل خُدا کے بندے خُدا کے ساتھ ٹوٹا تعلق پھر سے جوڑ لیتے ہیں اور " دلِ آوارہ دِگر بار باُو بند" کی عملی تصویر بن جاتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ حافظ محمّد عُمر صاحبؒ ان گنی چُنی ہستیوں میں سے تھے جنہوں نے قدیم وجدید علُوم میں مہارت حاصل کی آبائی[لہ] رُوحانی نسبت کو استقامت بخشی اور اس کے ساتھ ہی رُوحانی پیشوا اور مصلح (حضرتِ میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ) کی خدمت میں سالوں رہ کر خُدائی تعلّق کو دوامی حیثیت دی۔

مسکن اور آباء واجداد : سرگودھا سے ۲۷ میل شمال، جھاوریاں سے ۵ میل مغرب میں دریائے جہلم کے کنارے، بیربل شریف ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جس کی آبادی چند ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہی آپ کا مسکن ہے عہ

[لہ] حضرت حافظ محمد عمر بیربلویؒ کے دادا حضرت حافظ غلام مرتضیٰؒ جناب دائم الحضوریؒ قصوری سے بیعت تھے، خواجہ غلام محی الدّین قصوریؒ کے بعد ان کے ممتاز خلیفہ جناب حضرت خواجہ غلام نبی صاحبؒ للہ شریف والوں نے رُوحانی تربیت فرمائی۔ لُطف یہ ہے کہ اس وقت کے چند مشہور اولیاء کا واسطہ اسی خانوادۂ فقر سے ہے، جو آسمان طریقت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے مثلاً حضرت قاضی سلطان محمود صاحب اعوانیؒ کے والد بھی حضرت للّہی کے بیعت تھے۔

14
59

"اے خنک شہرے کہ در وے دلبر است"

جناب صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحبؒ کا تعلق اعوان برادری سے ہے۔ خاندانی بشتہ زمانہ کے مشہور رُوحانی پیشوا حضرت سُلطان باہوؒ سے ملتا ہے۔ اس خاندان میں ہترین شخصیتیں پیدا ہوئیں۔ جن میں جناب صدر الدین صاحبؒ قادری سلسلہ کے شہور بزرگ ہوئے ہیں۔ ان کے پوتے حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضٰے صاحبؒ بھی پنے وقت کی عظیم رُوحانی شخصیت تھے جو حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب دائمؒ ھوری قصوریؒ اور حضرت خواجہ غلام نبی صاحبؒ للہ شریف سے بیعت و تربیت یافتہ تھے۔ حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحبؒ حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰ صاحبؒ کے پوتے تھے۔

1924
1886
142
77
81

پیدائش و تعلیم: آپ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۶ء بیربل شریف پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد گیارہ سال کی عُمر میں اپنے داداصاحب حضرت خواجہ حافظ غلام مُرتضٰے صاحبؒ کو رمضان شریف میں قرآن شریف سُنایا۔ جنہوں نے صرف ایک مقام پر جُزوی اصلاح دینے کے بعد انہیں کامیاب قرار دیا۔

جب آپ پندرہ سال کے ہُوئے، تو آپ کے داداصاحب نے وصال فرمایا۔ اس وقت تک اپنے گھر میں شرح جامی تک درس نظامی کی کتب پڑھ چکے تھے۔ مزید تعلیم کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ اورنٹیل کالج لاہور سے مولوی فاضل، منشی فاضل اور ادیب فاضل ایسے عربی، فارسی اور اُردو کے اعلیٰ معیاری امتحانات پاس کئے۔ انگریزی بھی پڑھی۔ دہلی بھی علم کی پیاس بجھانے کی خاطر تشریف لے گئے۔ انقلاب الحقیقت میں لکھتے ہیں کہ:

> "میرے اساتذہ میں سے مولانا عبداللہ ٹونکی مرحوم اور مولانا حافظ نذیر احمد صاحب مرحوم جیسے منطقی ادیب اور فخر العلماء مولانا کفایت اللہ صاحب جیسے محدث بھی ہیں۔ اکثر پروفیسران علوم شرقیہ سے مجھے نیاز حاصل ہے۔" (انقلاب الحقیقت صفحہ ۵)

سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں او۔ ٹی کلاس کی ٹریننگ بھی لی تاکہ کالج میں مشرقی علوم پڑھا سکیں۔ کالج میں قاضی ضیاءُالدین صاحب چکوال کے پروفیسر سے استفادہ کیا۔ مولانا حاجی احمد علی صاحب سے عربی علوم اور ترجمہ قرآن پاک پڑھا۔

ملازمت اور استعفاءُ: سب سے پہلے لاہور میں انجمن حمایتِ اسلام کے قدیم تر مدرسہ شیرانوالہ گیٹ ہائی سکول میں عربی۔ فارسی کے استا مقرّر ہُوئے۔ پھر ۱۹۱۳ء میں اسلامیہ کالج پشاور ملازمت اختیار کی۔ سات سال بعد پروفیسری چھوڑ دی۔ فرماتے ہیں:۔

> "واقعات کے تبدّل و تغیّر نے بلا تکلیف اور بلا تکلّف مجھے ملازمت سے الگ کر لیا اور گھر میں رہنے لگا۔"

(انقلاب الحقیقت صفحہ ۳)

بیعت اور مسندِ ارشاد: خوش قسمت ہیں وُہ لوگ جنہیں قدرتِ کاملہ اِدھر تو قوتِ لایموت کے لئے جدید علوم سے آراستہ کر دے اور اکلِ حلال سے نوازے، اُدھر رُوحانی تربیّت سے وُہ آخرت بھی سنوار لیں:۔

> "اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ذات بابرکات نے ہر ایک چیز کی تربیّت اپنے ذمّہ لے رکھی ہے۔ کیا انسان اور کیا حیوان اور کیا نباتات سب اس ذرّہ نوازی سے سرفراز ـــــ
>
> جب اس نے مجھے ظاہری علومِ ضروریہ سے فارغ کر لیا اور کالج کی ملازمت سے سیر کر دیا، تو میری باطنی اور دینی علوم کے حصُول کی نوبت آئی۔ میں حیران ہوں کہ کس طرح اُس رُخ سے بدل کر اِس رُخ لے آئے۔"

(انقلاب الحقیقت صفحہ ۲، ۳)

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے جس پر ہو جائے۔ ورنہ کیا یہ ممکن ہے کہ "ایسی طبیعت کے لئے جس نے بچپن کی پرورش ایک صوفیِ کامل کے زیر سایہ پائی ہو تعلیم و تعلّم

انگریزی کالجوں میں کی ہو اور اس کی بود و باش دہریت اور فلسفیت کی فضا میں رہی ہو" اس میں ایسا صحت مند موڑ آ جائے، جو یکسر زندگی کا دھارا ہی بدل دے سجادہ نشین بن جانے پر بلندیٔ استعداد اور رحمتِ الٰہی نے اکتفا نہ کرنے دی اور مُرشد کی تلاش میں چل کھڑے ہُوئے۔ گوشہ گوشہ ڈھونڈا۔ اُمید کی ہر جگہ تلاش کی اور اس سلسلے میں ہر تدبیر کو عملی جامہ پہنایا۔ آخر "جویندہ یابندہ" غوثِ زماں مجدّدِ طریقت میاں شیر محمد صاحبؒ شرقپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے"۔ فرماتے ہیں:۔

"بفضلہٖ تعالیٰ طبع آزاد پائی اور ہر مشرب سے کچھ نہ کچھ سیکھا اور ذوق پایا اور ہر مکتبِ فکر میں بیٹھنا نصیب ہُوا۔ طریقت کی گود سے نکل کر مدرسہ کے صحن میں گئے اور مدارس سے نکلنے کے بعد مغربی افکار کی جولانگاہوں کی سیر سالوں میسّر رہی اور ہر انسائیت سے واسطہ پڑا۔ مطالعہ کے لیئے لائبریریاں موجود تھیں۔ اخبار و رسالے دیکھے۔ لیکن جتنا کسی کو بلند دیکھا، اتنا ہی اندر سے کمزور پایا۔ آخر پھر پلٹے اور طریقت کے دربار میں حاضر ہُوئے۔ لیکن جتنا سُنا تھا، اس سے بڑھ کر اس حقیقت کو پایا —— قبلہ میاں صاحب شرقپوریؒ کی طریقت ندی نالہ کی طرح نہ تھی۔ ایک بحرِ ذخار کی طرح موجیں مار رہی تھی۔ تھکا ماندہ مسافر جب چشمۂ آبِ حیات دیکھتا ہے اور اس پر سایہ بھی ہو، تو وہیں ڈیرے ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی زندگی کی تھکن اُتارنے کے لئے آخری ڈیرہ طریقت کے چشمے پر لگا دیا۔ چند گھونٹ جو پینا نصیب تھا، پی کر ہمیشہ کے لیئے اس دربارِ عالیہ پر معتکف ہو بیٹھے۔

قرارے کردہ ام بادل، نہ پیچم سرازیں درگاہ
سرا اینجا، بندگی اینجا، نیاز اینجا، قرار اینجا"

سلسبیل جون ۶۴ء صفحہ ۶۷

پانچ سال تک میاں صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ آخر ۱۹۲۸ء

میں میاں صاحبؒ نے وصال فرمایا لیکن "کشتِ جان" میں جو انہوں نے بیج بویا تھا وہ پودا بن چکا تھا۔ جس نے خدا کے فضل کی شمولیت سے برگ و بار نکالنے شروع کر دیئے۔

اپنے دادا حضرت خواجہ غلام مرتضےٰ صاحبؒ کی خانقاہ عالیہ پر ڈیرہ جما دیا۔ ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔ بڑی بڑی روحانی شخصیتوں کے مزارات پر بھی حاضری دیتے رہے۔ چند عقیدت مندوں کو ہمراہ لے کر مزارات پر تشریف لے جاتے اسے سفرِ مبارک کا نام دیتے۔ عمر کے آخری حصہ میں ایک سفر کی تفصیل حضرت حافظ محبوب الرسول صاحبؒ للٰہی کے خط میں لکھی ہے۔ اس کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیں۔ نام نہاد سجادہ نشینوں پر تبصرہ ہے:

> "غرض اپنا بھی کھایا، پرایا بھی کھایا۔ کچھ دیکھا، کچھ دکھایا۔ لیکن طریقت کی درماندگی ہر جگہ نظر آئی۔ شاخیں پھوٹ رہی ہیں، لیکن تنے کمزور ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں نئی زندگی عطا فرمائے۔ "ﺩﯾﺤﻲ العظام وھی رمیم"۔ یہ قدرت ہی ہے کہ از سرِ نو زندگی بخشتی ہے اور نونہالانِ طریقت اپنے آپ کو سمجھالیں۔ کتنا دکھ ہوتا ہے کہ مقدس مسندوں پر وہ بیٹھے ہیں، جو اس کے اہل نہیں ہیں۔ ان کو خود شرم آتی ہے کہ ہم کس منہ سے بیٹھے ہیں۔ اس کا احساس میں نے ہر جگہ پایا۔ اللہ ہم پر، ان پر اور تمام مخلوقات پر رحم فرمائے۔"[1]
>
> خط بنام حضرت محبوب الرسول صاحبؒ

تصنیف و تالیف : بنیادی طور پر علمی استعداد بلند تھی۔ پھر مطالعہ، جدید و قدیم شخصیتوں کی مجلس اور روحانی مشاہیر کی ملاقاتوں نے اسے بلند سے بلند تر کر دیا۔ ابتدا ہی سے بہترین مضامین لکھنے لگے، جو معاشرتی برائیوں، مذہبی مباحث اور تعمیری اصلاح سے متعلق ہوتے۔

ان کی تحریریں نور اسلام (شرقپور شریف) تاج (کراچی) وغیرہ میں چھپتی رہیں مضامین

---

[1] : یہ خط اس مجموعہ میں پورے کا پورا شامل ہے۔

ے نام بھی جدید قسم کے ہیں :-
عید کی باسی کھیر۔ چار کتاباں اسماناں لتھیاں۔ فقر و فقیری وغیرہ۔ ابتدائی مضامین
زنبیل عمرؒ" کے نام سے جمع ہیں، لیکن افسوس ان کی طباعت کی نوبت نہیں آئی۔

انقلاب الحقیقت ان کی معرکۃ الآرا کتاب ہے جو حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ
ے کمالات و حالات وغیرہ کو پیش کرتی ہے۔ اپنا ذکر بھی ہے، لیکن صرف اس غرض سے
لہ میاں صاحبؒ کی تعمیر کردہ شخصیت کی مثال پیش ہو۔

> "یہ بہت بڑی کتاب مسائل سلوک پر ہے اور میاں صاحبؒ کے حالات کے خدّ و خال دکھانے کے لیئے عوام النّاس سے لے کر خواص تک اور شکّی مزاج لوگوں سے لے کر صاحبِ یقین تک اپنے مطالب ان کے مزاج کے مطابق انشاءاللہ پیش کرتی رہے گی۔ طریقت سے ناواقف لوگوں کو طریقت سے روشناس کرائے گی۔ سالکوں کے لئے راہنمائی کرے گی اور شکیوں کا شک دُور کر دے گی اور صاحبِ یقین لوگوں سے خراجِ تحسین وصُول کرے گی۔" (انقلاب الحقیقت ۱۵، ۱٦)

آپ نے بہت کچھ لکھا اور خوب لکھا۔ حضور پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (سرکارِ بغدادؒ) نے خطبات کو ذریعۂ اظہار بنایا۔ مجدّد صاحب حضرت شیخ احمد صاحب سرہندیؒ نے مکتوبات کو اور حضرت صاحبزادہ حافظ محمّد عمر صاحبؒ نے مضامین اور خطوط کو موضوع بنایا۔ ان کے کچُھ مضامین و خطوط چھپ چُکے ہیں :-

التوحید۔ طریقت کی حقیقت۔ قرآنی نظریۂ حیات۔ الہویٰ سلوک و مقصدِ سلوک۔ صراطِ مستقیم، حقائق و معارف وغیرہ سینکڑوں مضامین "سلسبیل" (جس کا اجراء اکتوبر ۱۹٦۲ء میں حضرتؒ نے جناب حاجی فضل احمد صاحب کی زیرِ ادارت کرایا) کے صفحات میں بکھرے پڑے ہیں۔ جو ہر لحاظ سے اعلیٰ معیار کے ہیں۔ ان میں تصوّف بھی ہے۔ ادبی چٹخارہ بھی۔ مزاح بھی اور کچُھ آپ بیتی بھی۔ اچھا نغمہ، اچھا قاری، معجزات کے جنازے، کیفیات

توحید، کلمۂ حق، سستا سودا، اقبالؒ کا ایک شعر اور میرے تاثرات، ایک آرزو، ایک دُعا، عرس وغیرہ۔

رُوحانیّت اور اصلاح معاشرہ سے محبت رکھنے والے احباب ان مضامین کی اشاعت کا بندوبست کردیں، تو غنیمت ہے۔ ہوسکتا ہے ان کے پڑھنے سے گمراہ ہوتی انسانیّت سنبھل جائے۔ ڈر ہے کہ یہ قیمتی سرمایہ ضائع ہی نہ ہوجائے۔

مضامین کے علاوہ عقیدت مندوں کے نام آپ کے خطوط بھی ہیں جو علم و حکمت رُوحانیّت، تصوّف اور سلوک میں راہنمائی کا بہترین نمونہ ہیں۔

معمولات :

عطارؒ ہو، رُومیؒ ہو، رازیؒ ہو، غزالیؒ ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی!

کے بقول سحری اُٹھنا ساری زندگی آپ کا معمول رہا۔ اکثر خطوط دیکھے، جن پر وقت تین بجے صبح تحریر تھا۔ صُوفی غلام عابد صاحب نے حضرتؒ کے معمولات کی کچھ تفصیل دی ہے:-

"نمازِ فجر مسجد میں گذار کر درُود شریف شماروں (گٹھلیوں) پر پڑھتے۔ اس کے بعد ختم خواجگان پڑھا جاتا۔ اشراق کی نماز تک مسجد میں تشریف رکھتے۔ نو دس بجے کے قریب چند احباب کے ساتھ خانقاہ شریف تشریف لے جاتے۔ پہلے اعلیحضرتؒ (دادا صاحبؒ) کی قبر پر، پھر اپنے والد صاحب کی قبر پر فاتحہ پڑھتے اور مراقبہ فرماتے کوئی حافظ صاحب ہوتے، تو سُورۂ دہر یا کوئی اور سُورۃ پڑھواتے اور ختم پڑھ کر دُعا فرماتے۔ تقریباً بارہ بجے گھر واپس ہوتے۔

نمازِ عصر اور مغرب کے درمیان مجلس لگتی۔ نو وارد احباب سے گفتگو فرماتے مغرب کی نماز مسجد میں پڑھنے کے بعد اوّابین نوافل پڑھتے اور سر جُھکا کر وظیفہ میں مشغول ہوجاتے۔ عشاء کی نماز گھر پر ہی پڑھتے۔

'عصر کے وقت ڈاک آتی' ان میں رسائل بھی ہوتے مثلاً "الفرقان لکھنؤ"

ترجمان القرآن۔ آئینہ لاہور۔ تاج کراچی‘ ان میں جو مضمون پسند فرماتے‘ اس کا ذکر ہوتا کہ فلاں صاحب نے فلاں مضمون اچھا لکھا ہے۔“

سلسبیل شیخ الطریقت نمبر اگست ستمبر ۶۸ء) صفحہ ۱۰۸

افسوس کہ سحری کے معمولات کی تکمیل قریب سے نہ دیکھی اور نہ کسی نے جرأت کی کہ تفصیل پوچھے۔ یہ ضرور ہے کہ وظیفہ ہمیشہ سر جھکا کر عاجزانہ انداز میں کرتے اور دعا کے وقت ہاتھ بلند ہو جاتے‘ سر جھک جاتا معلوم ہوتا کہ ہاتھ بلے ہو کر دعا کی التجا بیت ساتھ لا رہے ہیں۔

کرامات: میرے ناقص خیال میں ایک بزرگ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ جس خوش نصیب کو ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے‘ اس کے دل میں محبتِ الٰہیہ جاگ اُٹھے اور ایسی جاگے کہ پھر کبھی نہ سوئے۔ آپ ”ذکرِ محبوبؐ“ کے مقدمہ (پیش لفظ) میں لکھتے ہیں کہ:۔

”ولی اللہ کیا ہوتے ہیں؟ ہمارے جیسے انسان‘ ہم جیسی صورت‘ لیکن جب ان کے دل میں محبتِ الٰہیہ اپنا گھر بناتی ہے‘ تو ان کے جسم و صورت میں ایسی جذب و کشش پیدا ہو جاتی ہے کہ دیکھنے والے پر محبتِ الٰہیہ کی کیفیت وارد ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ دُنیا و مافیہا اس کے سامنے ایک تنکے جتنی بھی قیمت نہیں رکھتے۔“

(مقدمہ ”ذکرِ محبوبؐ“ صفحہ ۱۲)

جس شخصیت کی ملاقات کے بعد زندگی اصلاح یافتہ شکل میں مستقل طور پر بدل جائے اس کی کرامت کے کیا کہنے؟ ایک نہیں‘ کئی مثالیں ہیں کہ کوٹ پتلون ٹائی میں ملبوس انگریزیت کے دلدادہ جدید گریجویٹ آئے چند منٹ کی ملاقات کے بعد ان کی زندگی کا دھارا ہی بدل گیا۔ ایسا بدلا کہ وہ مستقل طور پر اسی در کے ہو رہے۔

ان کی بے شمار کرامتوں سے ایک کرامت بھی عرض ہے:۔

ضلع گجرات کی ایک ادھیڑ عمر عورت اپنے بچے کو لے کر بیربل شریف آئی۔ دو تین دن قیام کے بعد ظہر کے قریب اس نے اجازت طلب کی اور جھا دریاں کی راہ

لک موڑ پہنچی۔ وہاں سے پھالیہ کا ٹکٹ لیا اور بس پر بیٹھ گئی۔ سوار ہونے کے کچھ دیر بعد بچے نے ٹکٹ ضائع کر دیا۔ بھلوال سے ادھر ایک چیکر آیا جس نے ٹکٹوں کی پڑتال شروع کر دی۔ پڑتال پر خاتون ٹکٹ پیش نہ کر سکی۔ اس نے منت سماجت کی کہا کہ "ٹکٹ خریدا تھا، لیکن میری غلطی سے بچے نے کہیں کھو دیا۔ میں جھوٹ نہیں بولتی"۔ ہر چند دوسری سواریوں نے بھی کہا، لیکن اس نے ایک نہ سنی اور نیا ٹکٹ لک موڑ سے ہی خریدنے کو کہا؛ خاتون کے پاس نیا ٹکٹ لینے کے لیئے اور پیسے نہ تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بس والوں نے عورت کو بچے سمیت سڑک پر اتار دیا۔

عورت ذات، تنہائی، شام کا وقت قریب، پیسہ پاس نہیں۔ گھر کافی فاصلہ پر۔ اس کے دل سے آہ نکلی، نظر آسمان کی طرف اٹھی۔ خدا سے بلبلا کر عرض کی۔ پھر اپنے پیشوا کے شہر کی طرف رخ کر کے کہا:۔

"ٹوپی والے پیر، کچھ دعا کرو۔ کچھ مدد کرو"۔

ان باتوں کا کہنا تھا کہ اس نے دیکھا کہ بس اچانک رک گئی ہے۔ کنڈکٹر مائی کو بلا رہا تھا کہ "آؤ! بس میں بیٹھ جاؤ، آؤ، آؤ بیٹھو"۔

چنانچہ خاتون بس پر پھر سوار ہو گئی۔ کنڈکٹر نے کہا کہ تمہارا ٹکٹ ایک سرخ ڈاڑھی والے معمر بزرگ دے گئے ہیں۔ یہ ہے وہ ٹکٹ۔ چنانچہ اس نے وہ ٹکٹ خاتون کو دے دیا اس نے پھالیہ تک بخیریت سفر مکمل کیا۔

سرخ ڈاڑھی والے بزرگ حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عمر بیربلویؒ تھے۔

وصال: جناب حاجی فضل احمد صاحب مدظلہ، لکھتے ہیں:۔

"حضورؒ کی طبع مبارک بیماریوں کی عادی تھی۔ بیماری آتی اور جاتی۔ اس مرتبہ بھی ہم اسی غلط فہمی میں رہے کہ چند روز کی تکلیف ہے، چلی جائیگی۔ لیکن یہ بیماری بیماری نہ تھی۔ وصال محبوب کا پیغام تھا۔ آئی اور اپنے ساتھ لے گئی۔ آپ کا وصال ۱۹ جمادی الاول ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۶۷ء کو تقریباً ۸۲ سال کی عمر میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں آپ پر ہوں"۔

پون صدی کے قریب گمراہ انسانیت کو راہِ ہدایت دے کر رُخصت ہوگئے۔

مدفن: بیربل شریف سے مشرقی جانب، اپنے دادا صاحبؒ کے پہلو میں سیمنٹ کا چہار پہلو خوبصورت روضہ ہے۔ جس کے ہر طرف ۵، ۵ محرابی دروازے ہیں۔ وسیع برآمدہ ہے۔ نہایت حسین وجمیل گنبد ہے۔ سنگِ مرمر وغیرہ خوبصورتی سے لگے ہوئے ہیں، اس محل کے اندر آپ کا جسدِ اقدس دفن ہے۔ مقبرہ شریف کو کسی بھی زاویہ سے دیکھیں ایسا متناسب ہے کہ خوبصورتی خود نثار ہوا چاہتی ہے۔ اس لحاظ سے وُہ انفرادیت کا حامل ہے۔ جیسے آپ علوِّ مقام، علم اور انسانیت کے اعلیٰ معیار پر تھے، ویسے ہی مقبرہ بھی ہر لحاظ سے منفرد ہے۔

خصائل: کہا جاتا ہے کہ ولی اللہ سمندر کی مانند ہوتے ہیں۔ کوئی بھی شخص یہ دعوٰی نہیں کرسکتا کہ اس نے تمام کا تمام سمندر گہرائی تک دیکھ لیا۔ بس ایک وقت اس کا بہت ہی کم حصہ دیکھا جاسکے گا اور وُہ بھی محض سطحی حیثیت سے، بالکل ایسے ہی مَیں کیا ہوں، جو ان کے علو مقام اور خصائل کی تفصیل بیان کروں۔ برادرِ مکرّم قبلہ حضرت صدیق احمد صاحبؒ سجادہ نشین سیدا شریف کے ان الفاظ پہ بات ختم کرتا ہوں:۔

> "حضرتؒ کے انتقال پُر ملال سے ایک شخصیت کا خاتمہ ہی نہیں ہوا، بلکہ تاریخ کے ایک مکمل عہد کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ وُہ عہد شاید اب کبھی واپس نہ آئے گا۔ ان کی ذات سے ملت کی ایک عظیم تاریخ وابستہ تھی، جس کا سرا امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی تحریک وطریقت سے ملتا ہے۔ تصوف وتزکیۂ نفس، علم وفضل، تقوٰی وطہارت، تفقہ فی الدّین، ذہانت وفطانت اور تحریر وتقریر کی ایک چلتی پھرتی جامع تصویر۔"

آپ کا آستانۂ عالیہ قدیم وجدید لوگوں کا سنگم تھا۔ اگر ایک طرف علماء وفضلاء، صوفیا، زہاد ومبلغین اور طالبین دین کا جمگھٹا رہتا تھا، تو دُوسری طرف مغربی یونیورسٹیوں کے گریجویٹوں کا تانتا بھی بندھا رہتا تھا۔ حضرت کا خلق، ان کی شرافت، وضعداری،

مہمان نوازی اور کردار کی بلندی سب کو اپنا گرویدہ بنائے رکھتی۔ وُہ پاک باز ایک زاہد، بے ریا صُوفی، ایک عالم دین، ایک مبلّغ اسلام ہونے کے علاوہ زندگی کے تمام مسائل، ہنگامی حالات اور سیاسی پیچیدگیوں وغیرہ کا ایک کامیاب اور شرعی حل رکھتے تھے۔

> "یہ درست ہے کہ دُنیا ایک سرائے فانی ہے، یہاں مستقل رہنے کو کوئی نہیں آیا، لیکن علم وفضل کا یہ زوال اور انحطاط ایک خوفناک مستقبل کی غمازی کر رہا ہے :۔

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کیلئے

> "مادرِ گیتی صدیوں تک ان کے انتظار میں رہے گی۔ علم وعمل، شرافت واخلاق، تصوّف وسلوک کی جو کائنات اُجڑی جا رہی ہے، وُہ کبھی آباد ہو گی؟ جن خوش نصیب لوگوں کو حضرت کی مجلسیں نصیب ہوئیں، کوئی آج ان کے دل سے پُوچھے!"

(سلسبیل شیخ الطریقت نمبر صفحہ ۲۴ اگست، ستمبر ۶۸)

ان کے یہاں ہر مدرسۂ فکر کے لوگ موجود ہوتے، اہلِ حدیث، اہلِ سُنّت، شیعہ حضرات وغیرہ۔ سبھی کی تسلّی فرماتے ـــــ بعض ایسے احباب بھی ہیں، جنہوں نے بذریعہ خط وکتابت آپ سے مشورے چاہے، باتیں پُوچھیں۔ تعلقات استوار کیے۔ وُہ اس نادیدہ تعلق کو بھی نہیں بھُولے۔ ایک صاحب کے تو چھ سال تک تعلقات محض خط وکتابت سے رہے مجھ ایسے ناچیز بھی ہیں، جس نے چند منٹوں کی دو مختصر ملاقاتیں حضرتؒ سے کیں اور بس۔

ملفوظات: مولانا محمد معصوم صاحبؒ اور صوفی محمد اقبال[1] صاحب مدظلہ، نے چند ملاقاتوں میں آپ کے ارشادات جمع کیے ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں :۔

۱۔ پہلے زمانہ کے بزرگ ایسے تھے کہ اگر ان کے متوسلین ان کی تعریف بمقدار ایک روپیہ کرتے، تو دیکھنے والا ان کو سوا روپیہ پاتا۔ اس دَور کا یہ حال ہے کہ مُرید اپنے پیر کا ذکر بڑھا چڑھا کر سوا روپیہ کرتے ہیں اور جب کوئی

---

[1] مکتوبات شریف کی تیاری کے دوران ہی صوفی صاحبؒ کا وصال ہوگیا۔

طالب حق شوق ملاقات سے لبریز سینہ لے کر حاضر ہوتا ہے تو چار آنے بھی نہیں پاتا۔

(۲)۔ "اکثر طالبین کو شوق ہوتا ہے کہ بزرگ کے پاس جاتے ہی قلب جاری ہو جائے، گویا ان کے نزدیک بزرگ وہی ہے، جو جاتے ہی قلب جاری کر دے۔ لوگ قلب کا جاری ہونا پہلی منزل خیال کرتے ہیں، مَیں تو اسے آخری منزل سمجھتا ہُوں۔ پھر فرمایا کہ" یہ کیا ہے کہ قلب دو دن دھک دھک کر کے بند ہو جائے، لُطف تو یہ ہے کہ جب جاری ہو، تو پھر زندگی بھر بند نہ ہو۔

(۳)۔ "ہر ایک کو اپنی فکر کرنی چاہیئے، ہمیں جب اپنی پڑتی ہے، تو پرائی بھُول جاتی ہے"

(۴)۔ "فقیر وُہ ہے، جس سے معرفت کے فوارے پھُوٹ رہے ہوں۔ اور وُہ چمک رہا ہو۔ خود روشن ہو اور دُنیا اس کی روشنی سے جلا حاصل کر رہی ہو۔ اصل پیر وُہ ہے جو دل کی آنکھیں کھول دے اور دل کو منوّر کر دے۔

(۵)۔ "کسی بزرگ کا کام ذکر و فکر میں بلند ہو کر یک دم مدھم اور سُست ہو جاتا ہے اور اکثر ایسا ہُوا کرتا ہے ـــــ اس کی بڑی وجہ دُنیا کی رغبت اور اس کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ ؎

ذکرِ دنیا نفسِ مردہ کو ہُوا آبِ بقا؛
مر کے یہ سیماب پھر زندہ دوبارہ ہو گیا
آہ! نفس مرتا نہیں، بس شبہ سا ہو جاتا ہے کہ مر گیا۔

عرضِ حال

دس گیارہ سال ہوئے، حضرت بیربلویؒ کے خطوط جمع کرنے کا خیال پیدا تقریباً ڈیڑھ درجن احباب کے نام حضورؒ کے مکتوبات شریف نقل ہوگئے لیکن ذاتی ا اور یارانِ طریقت کی سردمہری و بے بصری کے باعث ان کے چھپنے کی نوبت نہ آئی لمبے عرصہ کے دوران کافی پروگرام ذہن میں آئے ـــــ سبھی خطوط چھپوا دیئے جائیں صرف طریقت سے متعلق اور سالک کی ہدایات کے بارے مواد شائع ہو ـــــ چند مخصو شخصیتوں کے نام مکتوبات شریف کی اشاعت ہو ـــــ بہرحال آخری خیال عملی شکل لانے کی ہمت خدا نے دی۔ ایک صاحب نے بھی حوصلہ بڑھایا اور کہا کہ "گوہرِ مطلوب کے نام سے سرکار بیربلویؒ کے خطوط حضرت صاحبزادہ حافظ محمد مطلوبُ الرسُول اور حضرت صاحبزادہ محبوبُ الرسُولؒ کے علاوہ حضرت صاحبزادہ سید محفوظ حسین صاحب کے نام چھپوا دیئے جائیں مگر حضرت صاحبزادہ صاحب للہی کے ارشاد کے بموجب سرکارؒ کے نام پر "گوہرِ عمر" نام رکھا گیا۔

ان حضرات کو حضور نرا صاحبزادہ نہیں، مرشد زادہ بلکہ اپنا راہنما خیال فرماتے تھے تحریر کا انداز صاف جھلکتا ہے کہ خاص طور پر صاحبزادہ صاحب للہی کے ساتھ آپ کے تعلقات کس قسم کے تھے ـــــ اس کے باوصف ان حضرات کی حوصلہ افزائی فرمائی گئی ہے اور خداشناسی کے میدان میں آگے جانے کی اُمنگ اور اسلاف کا مکمل نمونہ بننے کی بزرگانہ تلقین فرمائی ہے ـــــ حضورؒ چاہتے تھے کہ ان میں حضرت خواجہ غلام نبی صاحب للہیؒ خواجہ دوست محمدؒ صاحبؒ اور حضرت سید امام علی شاہ صاحبؒ کے پایہ کے لوگ اُبھریں اور للہ شریف و مکان شریف کا پرانا ماحول پھر لوٹ آئے۔

قرآن پاک کی آیات کے حوالہ کے بارے کوشش کی ہے کہ اعراب ہوں۔ پارہ سورہ اور آیت وغیرہ کا نمبر ہو اور ترجمہ بھی ـــــ اسی طرح اکثر فارسی اشعار کا ترجمہ بھی

شیہ میں کیا گیا ہے۔ بعض تعلیقات کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

کوشش کی گئی ہے کہ مکتوبات شریف تاریخی ترتیب سے شائع ہوں۔ پھر بھی بیشی کا امکان ہے۔ جس کے لیئے معذرت خواہ ہوں ـــ

سرکار بیربلویؒ کو رسالہ "سلسبیل" سے جو عشق تھا' اس کا اظہار تقریباً ہر خط میں ہے ضامین جمع کرنا، ان کی اصلاح ' ترتیب' مضمون نویسوں کی حوصلہ افزائی، خریداروں تعداد میں اضافہ اور طباعت واشاعت کا معیار وغیرہ سب طرف توجہ دی۔ یہاں ب کہ دوران سفر بھی رسالہ کی فائل ہمراہ ہوتی اور آپ مضامین کی درستی فرماتے۔ اس منہ بولتا ثبوت ۱۹۶۲ء) سے ۱۹۶۷ء تک سلسبیل کی فائلیں ہیں وہ تو اسے الفرقان ر ترجمان القرآن کے معیار تک پہنچانا چاہتے تھے۔ افسوس ہم حضرتؒ کا ابتدائی معیار ی قائم نہ رکھ سکے۔

ان خطوں میں ہمارے لئے بھی کافی مواد ہے۔ کیونکہ یہ مکتوبات صاحبان علم' ماحبان محبت اور صاحبان طریقت کو لکھے گئے ہیں۔ اور آمد میں تحریر فرمائے گئے ہیں ل لیئے تکلف نام کو بھی نہیں۔

ابھی ایک درجن احباب کے نام حضورؒ کے خطوط میرے پاس موجود ہیں' ان کے ملاوہ درجنوں احباب کے ہاں یہ خزانہ بھی محفوظ ہے۔ دعا فرمائیں کہ یہ چیزیں ایک جگہ مع ہو جائیں۔ موجودہ کام تو سمندر میں صرف شبنم کے برابر ہے۔ اگر سارا مواد یک جا ہو جائے' تو شاید پڑھنے کے بعد کسی کے دل کی دنیا بدل ہی جائے کیونکہ ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

مکتوبات شریف پر تنقید وغیرہ کا میں اہل نہیں نہ میری جرأت ہے۔ اور نہ ایسی گستاخی کر سکتا ہوں۔ حضرت مرشدم صاحبزادہ حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب سجادہ نشین للہ شریف نے ہمت بندھائی، بھرپور تعاون فرمایا تو یہ مجموعہ تیار ہوا ـــ اگر احباب طریقت نے اس کتابچہ کو پسند فرمایا' تعاون کا ہاتھ بڑھایا' تو انشاء اللہ حضرت صاحب

کے خطوط کے اور مجموعے بھی شائع ہوں گے۔

"لکھی جائیں گی کتاب دل کی تفسیریں بہت"

حضرت صاحب زادہ صاحب، للّٰہی مدظلہٗ کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر مکتوبات شریف کے لئے دیباچہ قلمبند فرمایا حضرت صاحبزادگان للّٰہی اس لحاظ سے بھی ہمارے بھرپور شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضور بریلوی ؒ کو لکھنے پر مسلسل لگائے رکھا۔ اس کا اظہار حضرت ؒ اپنے مضمون "میری تحریریں"[1] میں بھی فرما چکے ہیں۔ حسن کو نظرِ استحسان سے دیکھنے والے موجود ہوں تو وہ زیادہ بناؤ سنگار اور تیاری کے ساتھ منظرِ عام پر آتا ہے۔ اگر خدانخواستہ صاحبزادگان موصوف ایسا نہ کرتے تو ہم آج ان گہر ہائے آبدار سے محروم رہ جاتے۔

ارشاد احمد ہاشمی
بیگم پورہ۔ گجرات

---

[1] "سلسبیل" جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۵۸

حضرت صاحبزادہ حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب للّٰہ شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

موت العالِم موت العالَم

کُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ ۚ وَّ یَبۡقٰی وَجۡہُ رَبِّکَ ذُو الۡجَلٰلِ وَ الۡاِکۡرَامِ[۱]

پارہ ۲۷ - آیت ۲۶/۲۷ "الرحمٰن"

میرے مہربان و مکرم حضرت قبلہ ام صاحبزادہ حضرت صاحب دامت برکاتہ'

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اگلے دن حضرت صاحبزادہ صاحب[۲] کے خط سے معلوم ہُوا کہ حضرت قبلہ مفتی صاحب
ر کے لئے طریقت کو داغ دے گئے ہیں۔

[۳] اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ؕ پارہ نمبر ۲ رکوع ۳ آیت: ۱۵۶

جمعہ کا خطبہ کس آواز سے پڑھا۔ سبحان اللہ ضعف کے آثار نظر نہ آتے تھے' خاندان
کے مُرید تو کئی ہو گذرے اور کئی موجود بھی ہیں۔ لیکن ان کی خدمت تمام سے نرالی
جب وعظ فرماتے تھے' تو ساری مجلس پر خاموشی طاری ہو جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ
پر ہزار در ہزار رحمتیں برسائے۔ یہی کچھ جو آج سُن رہے ہیں' کل میری بابت سُنیں گے
کوئی سُنتا ہے' تو وُہ نہیں ہوتا۔ دُعا فرمایا کریں کہ اللہ تعالیٰ انجام بخیر فرمائیں۔ تمام
ل طے کر چکا ہُوں۔ آرام و خوشی' غم و رنج کیا کچھ نہیں دیکھا' اب تو صرف آخری فکر
ے —

---

۱ جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال
ت ہے' باقی رہے گی۔ (فتح الحمید)

۲ حضرت صاحبزادہ محبوب الرسول صاحب ۳ ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

لوگوں کو پس ماندگان کی فکر کھائے جا رہی ہوتی ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے ا
فکر سے تو بلند کر دیا، کاش دوسرے فکر سے بھی رہائی ہو جاتی اور سیدھے اس کے قد
پر جا گرتا۔

اُمید ہے کہ جناب کے مزاجِ گرامی اچھے ہوں گے۔ ایک خط بھیکے والا سے جنا
کا موصول ہُوا تھا۔ خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی کہ محمد دین نے آپ کو لکھنے کی کیوں تکلی
دی۔

زیادہ دُعا

طالبِ دُعا:
محمد عمر ۲/۵۔۲۶

---

② میرے محترم و بزرگ جناب صاحبزادہ صاحب زاد شرفہٗ و فیوضہٗ ۳/۵۸

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

محبت نامہ تشریف لا کر باعثِ عزت ہُوا۔ آپ کی دُعاؤں کے صدقے اب
کافی آرام ہے اور روزے خوشی سے رکھے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مسندِ
کا شہ نشین بنائے اور آپ کے دلِ روشن کی ضیا پاشی سے دُنیا روشن ہو۔

آپ کے جذباتِ صادقہ کو اللہ تعالیٰ بھڑکائے اور آپ کو اپنے خیال میں
غرق کرے کہ تن من کی خبر تک نہ رہے۔

کیا ہدایات ہیں: آپ سب کچھ جانتے ہیں۔ کمی اگر ہے تو یہی ہے کہ خا
میں جو کچھ کیا جاتا ہے ایک معمول کر کے کیا جاتا ہے۔ آپ کو اس سے ترقی کرنی چاہ
اور جو کچھ کیا جائے، صرف اللہ اور صرف اللہ کے لیئے کرنا چاہیئے۔ کرتے آپ لوگ
کچھ ہیں، صرف رُوح لانے کی ضرورت ہے۔ خوف و رجا جب تک بندے میں پ
ہو، اس وقت تک عبودیتِ کاملہ نصیب نہیں ہوتی۔ اب آپ کے خاندان میں اچھے
(یعنی صاحبِ ذکر و فکر) بہت کم رہ گئے ہیں، جس کا اثر تمام خانقاہ پر وارد ہو رہا ہے

بھی اپنے وقت کو صرف اسی خیال میں جب لگا دیں گے، تو کام خود بخود بن جائیگا۔ مُریدوں کی تربیّت سے بڑھ کر اپنی تربیت کی طرف توجہ مبذول فرمائی جائے دنیاوی تموّج کے تھپیڑوں سے بچنے کی کوشش کی جائے، تا آنکہ دل دُنیا اور دُنیا سے سرد ہو جائے اور صرف حق کے لیئے زندگی ہو جائے۔ یہ راہ بہت آسان کوئی اس کے اندر پیچ نہیں۔ شریعت و طریقت کے رسم و رسوم خود پیدا ہو جائینگے۔ مضمون کا ایک حصّہ بھیج دیا گیا تھا۔ جس کے لیئے جواب لکھا گیا تھا کہ کسی شمارہ ترتیب کے لحاظ سے شائع کرایا جائے گا۔

طبیعت کا اُلٹاؤ ہوتا ہے، جب سے لکھنا بند ہے، اشاعت کی طرف بھی توجہ ہے۔ اب پیٹ ہے اور کھانا دانہ اور بس۔

مجھے ذاتی طور پر آپ کے خاندان سے محبت ہے لیکن کچھ باطنی تعلّقات خاندان مجھے اِدھر اُدھر جانے نہیں دیتے۔ یہ بھی شکر ہے۔ مولانا صاحب کی محبّت غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔ آمین ثم آمین!

آپ کا
محمد عمر
۲۴/۳/۵۸

③

کاگا تن من میرا کھائیو، چُن چُن کھائیو ماس
دو نین نہ میرے کھائیو، میں نوں پیا ملن دی آس!

م تیرے ویکھن نوں سکدی جان میری
ر میرے مولا میرے گھر جھات پائیں

حضرت قبلہ کرم فرمائے بندہ جناب صاحبزادہ صاحب عم فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

شفقت نامہ کا جواب لکھا، پھر معلوم نہیں کہ وہ کسی نے روانہ کر دیا یا ضائع ہو گیا۔ آپ کے اس اخلاص و محبت کو اللہ تعالیٰ بڑھاتے اور اپنے دیدار و وصل کی پیاس زیادہ

فرمائے۔ کیا کہوں۔ دُنیا، دُنیا کی تلاش میں ہے۔ ہم جیسے ناکارہ نہ تو دُنیا کا ساتھ دے
اور نہ دین کا ساتھ دینے کی ہمت پیدا ہوئی۔

کشتیٔ جعفر زٹلی[1] در بھنور اُفتادہ است
ڈبکو ڈبکو مے کند از یک تجلّی پار کُن

یہ شعر کتنا حقیقت مندانہ ہے۔ لیکن بظاہر مستحز —— بہر صورت آپ کی دُعا
ضرورت ہے۔ یہ عاجز آپ کے خاندان مُبارک کا ہر وقت دُعا گو ہے۔ اللہ تعا
حقیقی رنگِ تصوّف جماعت میں پیدا کرے۔

آپکا
محمد عمر ۲۹/۱۱/۵۸

---

④

باسمہ ربی العظیم

بسفر رفتنت[2] مبارک باد ؛ سلامت روی و باز آئی

کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب زاد شرفۂ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
مشرف نامہ پہنچا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ صاحبزادہ صاحب کی بابت جو کچھ
کوشش ہو سکتی تھی، کی گئی۔ پرچے کچھ اچھے نہیں ہوئے تھے۔

سپرنٹنڈنٹ دفتر سے ان کے دوستوں سے کہلایا گیا۔ گو وُہ بہت سخت
آدمی ہے، تاہم اُس نے اتنا وعدہ کیا، کچھ کمی ہوگی، تو پُوری کر دوں گا۔ مولیٰ کریم
رحم فرمائے اور کام بن جائے۔

مولوی صاحب کی طبع فیاض ہے۔ وہ جب بیگانوں کے لیئے کُشادہ رُو ہیں
تو اپنے سلسلہ کے بزرگوں سے کیسے فیاضی سے پیش نہیں آسکتے۔ الحمدللہ کہ اپنی

---

[1] جعفر زٹلی کی کشتی بھنور میں پڑ چکی ہے۔ ڈبکیاں کھا رہی ہے خدایا اسے ایک نظر سے پار لگا دے۔

53051

[2] آپ کا سف

فیاضی کی وجہ سے آپ جیسے بزرگوں سے دعائیں حاصل کر رہے ہیں۔

الحمدللہ کہ برادرم مولوی محمد معصوم صاحب کو مولیٰ کریم نے استقامت بخشی اور وہ خدا کے ہو رہے اور دُنیا دی تعلق کو خیر باد کہنے کے لئے تیار ہو رہے۔ پھر پنا سلسلہ کے مرکز میں جمعیت کاملہ و ظاہریہ خدمت بجا لانا، اس سے بڑھ کر ان کی کیا سعادت ہے؟

عاجز کے دُعا و سلام قبول ہوں۔ مولیٰ کریم ان پر رحمت وارد فرمائے اور اپنے خاندان کے ایک روشن پیر بن جائیں۔

میاں[1] صاحب ڈنگوی کے توجہ لینے والے ایک عزیز مولوی خورشید صاحب آئے جو پہلے یہاں آیا کرتے تھے اور جو توجہاتِ عالیہ پر چہار ابرو کا صفایا کر چکے تھے۔ پ پہلے شناخت نہ ہو سکے، بعد جب معلوم ہوا، تو دریافت کیا۔ کیسے ہوا؟ مگر فوراً خود ہی توجہ اس طرف چلی گئی کہ شاید حضرت ڈنگوی کے تصرفات کا نمونہ ہیں

ان کی درخواست پر میاں سُلطان بخش صاحب کو ایک خط دے دیا گیا جسکی نقل شاید بھیرہ سے کسی وقت آپ کو پہنچے گی۔

بہرصورت حیرانی ہے کہ اشغالِ مجددیہ کے نتائج ابناءِ سُنت کے برخلاف بے حرمتیٔ اسلام اور رسوائی شریعت کے جذبات کیسے پیدا ہو جاتے ہیں۔

کالوپنڈی[2] کے دو سالکین نے چائے کے اندر پیشاب کر کے عوام کے سامنے چائے پی اور فتویٰ طلب کیا اور اکثر سالکین حدودِ اسلام سے باہر ہو جاتے ہیں امید ہے کہ خط پڑھ کر حظِ رُوحی اُٹھائیں گے۔

جب کوئی فقر حدودِ اسلام سے باہر ہو جائے، تو اس فقر سے اسلام کی عزت

---

[1] میاں محمد دین صاحب ڈنگہ (گجرات) کے رہنے والے تھے۔ ان سے تربیت لینے والے شرعی قیود سے آزاد ہو کر عجیب حرکات کرتے۔ اخبارات میں بھی ان کے بارے کافی مواد ہے۔

[2] تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کا ایک گاؤں۔

بڑھنے کی جگہ ذلت اور رُسوائی پیدا ہوتی ہے۔ ایسی صُورت میں ملّتِ اسلامیہؒ کے اند
اسلام کا کیا وقار ہوگا۔

مجھے یہ تسلیم ہے کہ ہستیٔ موہُوم کو موہُوم بنانا فقر کا اوّلین کام ہے لیکن اس فنا کے بعد بقائے امور اور بقائے اسلام کے ظہور پر تکمیل فقر ہوتا ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

گنہگار ہُوں اور طالبِ دُعا ہُوں۔

آپ کا محمّد عُمر
۲۳/۶/۹۱

---

⑤ محترمی و مکرّمی جناب صاحبزادہ صاحب زاد شرفہٗ

۲۷/۱/۹۲

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

نیاز کے بعد گذارش ہے کہ شاہ[۱] صاحب تشریف لائے اور صرف ایک رات کے قیام کے بعد تشریف لے گئے۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے خانقاہِ قصوریؒ فرمادینی اور شاہ صاحب کو اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کا شوق پیدا ہُوا۔ خدا کرے اصلی نقشہ سامنے آجائے۔

مَیں اپنی پریشان حالی میں وقت گذار رہا ہُوں۔ گو ظاہری صُورت میں ایک دیندار نظر آتا ہوں، لیکن "وز خبثِ باطنم سرِ خود را نہادہ پیش"[۲]
دُعا کی ضرورت ہے اور بڑی ضرورت ——

---

[۱] حضرت خواجہ سیّد شبیر احمد شاہ صاحبؒ انہوں نے حضرت خواجہ غلام محی الدّین صاحبؒ قصوری دائم الحضوری کے عرس کا اہتمام فرمایا پہلے صرف مختصر ختم ہوتا تھا۔ ماہِ اسوج کی آخری جمعرات / جمعہ عرس ہوتا ہے۔ حضرتؒ کی سوانح کی کتاب "انوارِ محی الدینؒ" تصنیف فرمائی جو مقبول ہوئی۔ مزار پاک بھی بنوایا۔

[۲] اور میں اپنے اندر کی خرابی کی وجہ سے اپنا سر (شرمندگی سے) جھکائے ہوئے ہوں۔

یہ انتہائی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عقیدت گاہ کو اپنی طرف متوجّہ کر رکھا ہے اور دُنیا وی الجھنوں میں بہت کم پھنسایا ہے۔ مجھے کامل اُمید ہے کہ رفتار بدستور جاری رہی، تو انشاء اللہ للہ شریف کا نقشہ پُرانا سامنے آجائے گا۔

طالب دُعا محمد عمر

حافظ سُلطان بخش صاحب چند دن میرے پاس گذار کر کل چلے گئے۔ آپ کے خاندان سے گہری عقیدت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صاحب شریعت کے حال سے منوّر فرمائے۔

۲۷ $\frac{۱}{۶۲}$

---

⑥ کرم فرمائے بندہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب زادشرفہٗ

سلامتِ ہمہ آفاق در سلامتِ تُست!
بہ ہیچ عارضہ شخصے تو درد مند مباش

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مولوی محمد معصُوم صاحب کے خط سے معلُوم ہُوا کہ آں جناب سخت علیل ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ عنایت فرمائے اور تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔ مجھے آپ کے خط سے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہُوئی کہ خط بعد رمضان شریف پڑھیں گے۔ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کو کسی نے خط لکھا۔ آپ نے جواباً لکھا کہ "کیا اچھا ہوتا کہ اتنا اللہ اللہ کرتے"۔ الحمد اللہ۔ کہ آپ اپنے مشاغل میں رہے اور [1] "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی" (سُورۂ والنجم) آیت ۱۷، پارہ ۲۷ کا نقشہ قائم رہا۔ آپ نے لکھا تھا کہ ۱۶ مارچ کو بھیرہ تشریف لے جائیں گے۔ یہاں بھی ایک تقریب برادرم مولانا فخرالدین صاحب کی ۲۰ر تاریخ کو ہے۔ اگر ایں جانب سفرِ مُبارک کا ارادہ فرمائیں، تو ۲۰ر، ۲۱ر کو عزّت بخشی جائے۔ "بہ یک کرشمہ دوکار" والا معاملہ ہوجائیگا۔ ۲۰، ۲۱ کو بھلیر شریف عُرس ہے۔ میں ہمیشہ جایا کرتا تھا لیکن اس سال کچھ تو اس خانگی تقریب کی وجہ سے اور کچھ ملتانی سفر کی وجہ سے

---

[1] ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی (فتح الحمید)۔

اس سفرِ مبارک کو ملتوی کر دیا گیا۔ یہ سفر کلیکا سے شروع ہو کر بونگہ سرگودھا کے بعد اصلی سفر شروع ہوگا۔ وُہ ہے سیال شریف۔ سُلطان باہُوؒ۔ ملتان اور اس کے بعد وقت ہوا تو تونسہ شریف اور مُوسیٰ زئی شریف حاضری دینے کا خیال ہے۔

مکتوباتِ[1] سُلطانی کے مطالعہ کے بعد اگر کوئی توضیح یا تشریح یا عنوان ضروری آپکے خیال میں ہو، تو وُہ جلدی ہی تحریر فرمائیں۔ کیونکہ عزیزی قاضی محمّد رضا صاحب ان کو اَز راہِ للہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، تاکہ برادرانِ طریقت سلوک اور مقصدِ سُلوک سے واقف ہو جائیں۔ ہمیں ان لوگوں سے کوئی واسطہ نہیں، جن کے لیئے یہ لکھا گیا۔ وہاں تو یہی ہے کہ

"گر تو نمے پسندی، تغییر کُن قضا را"

ہم تردید کیا کریں گے۔ ہم تو سراسر تسلیم ہی تسلیم ہیں۔ اس لئے ہمیں ان لوگوں سے کوئی نفرت نہیں، بلکہ ان کے لیئے سراسر رحم ہی رحم ہیں۔

متاعِ دل وجان دے کر وہ اس کے دیکھنے کے متمنّی ہیں۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ اس لامکان تک ان کی نظر نہ پہنچے اور وہ کسی مکان کو ہی لامکان سمجھیں۔ معاملہ قابلِ رحم ہے۔ وُہ جانے اور اس کی حکمتیں۔

محترم قاضی صاحب اور راقم محمّد اقبال سے تسلیمات ونیاز اور درخواستِ دُعا اور پرسشِ مزاجِ گرامی۔

طالبِ دعا
محمد عُمر

۱۶/۳/۶۲

---

[1] یہ خطوط سلوک اور مقصدِ سلوک کے نام سے شائع ہوگئے ہیں۔

(۷) کرم فرمائے بندہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب ۱۹ ۱۰/۶۲

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا مکتوب شریف پڑھ کر بڑی خوشی ہُوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو احساس کی دولت عنائیت فرمائی۔

حقیقتاً عُرس[1] بیربل (شریف) آپ کا ہے اور آپ کی تشریف آوری ہی اِک رونق ہے۔

جب صاحبزادہ صاحب تشریف لائے، تو مَیں نے آپ کو عرض کیا۔ اَب عُرس ہوگیا۔ مَیں نے آپ کو دعوت کسی دُنیاوی غرض سے نہیں دی، بلکہ میرا مقصُود اس سے صرف خوشنودیٔ حضرتِ اعلیٰ نوراللہ مرقدہٗ ہے اور بس۔ کیونکہ ان کے رُوحانی تعلقات آپ کے حضرات سے وابستہ ہیں۔ شاید اس وجہ سے اس عاجز پر بھی رحم ہو جائے۔

آپ حضرات کے ارشاد پر رسالہ جاری کیا گیا۔ ورنہ میری ہمّت نہ تھی۔ آپ کا اپنا رسالہ ہے اور اپنا مقصد دینِ متین کی خدمت بمعہ شعبۂ تصوّف۔ امید ہے کہ ہر سہ ماہی میں کچھ نہ کچھ لکھا پیش ہوتا رہے گا۔[2]

ضرورت تو اب یہ ہے کہ آپ حضرات دُعا فرمائیں کہ میری تحریرات کو اللہ تعالیٰ قبولیتِ عامہ کا جامہ عنایت فرمائے۔

طالبِ دُعا
محمد عُمر

خط کے اندر نام خریداران دینہ کا کوئی پرچہ نہیں نکلا۔ مَیں نے البتہ آپ کا مکتوب لاہور اپنے ایک مکتوب "عُرس جیسے کا رُوپ بنتے جا رہے ہیں[3]" کے ساتھ بھیج دیا ہے

مولوی محمد معصوم صاحب کو السّلام علیکم ــــ

۱۹ ۱۰/۶۲

---

[1] ۔ عرس حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ غلام مرتضیٰ صاحبؒ ۲۱،۲۲ / اسوج

[2] ۔ تقریباً ہر شمارہ میں آپ کے دو ایک مضامین ضرور شائع ہوتے تھے۔

[3] ۔ اس بارے میں آپؒ کا تفصیلی مضمون "مرعوبیت" سلسبیل میں کئی بار چھپا ہے۔ نومبر ۸۵ء میں بھی چھپا ہے

۴۰

⑧ بخدمت جناب حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم

۲. ۲/۶۵

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

عید مُبارک

کسی نے کیا خوب کہا ہے

اُساں نے پریم پیالہ پیتا!
جو کُجھ کیتا تیرے نیناں نے کیتا

والدّعا

آپ کا محمد عمر ۲ ۲/۶۵

---

⑨ بخدمت جناب حضرت صاحبزادہ صاحب زاد شرفہٗ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

عید مُبارک

لیکن رمضان شریف خالی گیا۔ کچھ بنایا نہیں، بلکہ سب کچھ بگاڑ دیا۔ رحم کی درخواست ہے۔ جو قبول ہو جائے،

"حد توں باہر پاپ[1] کمائے، لا نفر دے جائے"

طالب دعائے مغفرت

محمد عمر ۲/۲/۶۵

---

⑩ تصوّر میں کسی کے کھو گیا ہوں
کوئی قلب و نظر پہ چھا گیا ہے

کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

مکرمت نامہ پہنچا۔ کیا کہوں۔ جس نے موت نہ دیکھی ہو۔ اچانک جب موت

---

[1] گناہ

دیکھے، تو حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

آپ کے خاندان پر اللہ کا بڑا کرم رہا ہے۔ کم تھے، لیکن موت بھی کم تھی۔ عزیز ننھے منّے کا گذرنا آپ کے قلبِ نرم اور آنجناب کے صاحبزادہ صاحب کیلئے بہت پریشان کُن سانحہ ہے۔ لیکن اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کی آواز ہر وقت کان میں آرہی ہے اور یہی تسلّی ایک مسلمان کے لیئے تاکیدِ حیات ہے اور اسی میں زندگی کا راز مضمر[1] ہے۔

پریشانی، غم نہایت ہی حیات و زندگی کے لیئے تلخ ہے لیکن حقیقتاً یہ پریشانی اور غم ہی انسانی زندگی کا مداوا ہے۔ ورنہ یہ انسان انسان نہ ہوتا فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ (سُورۂ یٰسین آیت،، پارہ ۲۳) کا ثبوت ہر فرد ہوتا۔ جو اس کی جبلّت فطرتی ہے۔

یہ معلوم کر کے کہ آپ واپسی پر سرگودھا تشریف فرماتے، افسوس ہُوا۔ کسی میرے دوست کو یہ علم نہ تھا، ورنہ حاضر ہوتا اور چند لمحے آپ کی خدمت میں رہتا، جو میرے لیئے سرمایۂ سعادت ہوتے۔ معلوم یہ بھی ہُوا کہ صاحبزادہ صاحب اس سانحۂ عظیم سے زیادہ متاثر ہیں، ہونا چاہیئے لیکن علاج بھی چاہیئے۔ قرآن حکیم پڑھا کریں، تاکہ عبرت ہو۔ اور اطمینان نصیب ہو۔ اور خاص کر آپ کی صحبت زیادہ مفید رہے گی۔

تعطیلات آپ کے پاس گذاریں۔ باپ بیٹے کے ملنے سے انشاءاللہ طبیعت اطمینان و سکون حاصل کرے گی۔

شرقپور شریف کی حاضری کا خیال ایک مدت سے تھا، لیکن عارضہ زیادہ قوی اور چلنے پھرنے سے مانع تھا۔ افاقہ ہُوا، تو حاضری کی تیاری کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم فرمایا۔ اس سفر میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور آرام و سکون سے سفر طے ہُوا جمعہ کی ادائیگی کے بعد روانہ ہو کر سرگودھا شب باشی کی اور صُبح چار بجے کی ٹرین پر نو بجے کے قریب لاہور پہنچ گیا۔ احباب موجود تھے لے گئے۔ رات لاہور گذاری۔ دوسرے دن شام کو شرقپور شریف پہنچ گیا اور رات اور ایک دن گذار کر واپس آیا اور خانقاہ شریف

---

[1] چھپا ہُوا

پر ہی قیام رہا۔

اب کچھ ہو تو سکتا نہیں، مسجد میں ہی پڑا رہا اور وقت گذار دیا۔ صرف سلام و نیاز پر ہی اکتفا رہی۔

صاحبزادگان کی خدمت میں بھی حاضری دی۔ لیکن ہم خیالی نہ ہونے کی وجہ سے نہ انہوں نے کچھ فرمایا، نہ میں نے کچھ عرض کیا۔

صاحبزادے شہزادوں سے بھی مزاج میں آگے نکل چکے ہیں، سراسر ادب ہی وہاں کام دیتا ہے، خواہ رسمی ہو۔

پھر واپسی ہوئی اور جمعرات بارہ بجے بخیر و عافیت گھر پہنچ گیا۔

الحمدللہ "سلسبیل" آپ کو پسند آیا۔ بہت آپ کی دعا کی ضرورت ہے۔ جبتک یہ ترجمان یا الفرقان کا مقام حاصل نہ کرے، اس وقت تک ہم ناکامیاب ہیں۔ ویسے تعلیمیافتہ طبقہ پسند کرتا ہے اور اکثر لائبریریوں میں لگ رہا ہے۔ یہ ہماری بڑی کامیابی ہے۔ چنانچہ پبلک لائبریری پنجاب، اسلامیہ کالج وغیرہ میں جاتا ہے اور قیمتاً جاتا ہے۔

محکمہ اوقاف نے بہت پسند کیا۔ ان کے نمائندے ہمارے نمائندوں سے ملے اور خوش ہوئے۔ چنانچہ رپورٹ چیف ایڈمنسٹریٹر کو کر دی گئی ہے۔ انشاءاللہ ماہواری کرنے کی صورت میں ایک ہزار کاپی خرید کریں گے جس کے لیئے مشورے ہم کر رہے ہیں اور معاملہ ہموار کر رہے ہیں۔ خدا کرے یہ میری خدمت قبول ہو جائے اور تصوف کی شکایات قوم و ملت سے دور ہو جائیں۔

زیادہ کیا عرض کروں۔ دنیا دی الجھنوں سے ہر وقت واسطہ ہونے کے علاوہ نفس کی سرکشی میری جان لیوا ہو رہی ہے اور اب تو معاملہ حد سے گذر گیا ہے۔ اگرچہ منصب کے لحاظ سے کبھی وقت کچھ کہہ دیتا ہوں، لیکن جب نظر دوڑاتا ہوں، تو سب سے ذلیل اخلاق کا مالک نظر آتا ہوں۔ آج ہی ایک الجھن کے دور کرنے کے لئے بعض احباب کو کوٹ بائیخان بھیج رہا ہوں۔ ایک سردار صاحب نے خرید کردہ زمین پر شفعہ دائر کر دیا ہے۔

کاش میں ان لوگوں سے ہوتا، جن کو آنے جانے کا غم نہ ہوتا اور سب کچھ منجانب اللہ خیال کیا کرتے تھے۔ لیکن ؎

ندادند در دست من اختیار
کہ من خویشتن را کنم بختیار۔

طالب دُعا
محمد عُمر

---

⑪

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ط[1]
(پارہ ۱۹۔ آیت ۵۹ سورۂ نمل)

کرم فرمائے بندہ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہم العالی

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیریت۔ مزاج گرامی!

حضرت مولانا کی تشریف آوری سے خوشی ہوئی اور اس سے بڑھ کر یہ خوشی ہوئی کہ آپ مسجد میں معتکف ہو گئے۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک۔

مسجد کی ویرانی دیکھ کر رنج ہوا تھا، انشاء اللہ مولانا کے قیام کے بعد مسجد آباد ہو جائے گی۔ "الاستقامت فوق الکرامت[2]" بزرگوں کا قول ہے۔ اس استقامت سے درخت طمانیت سایہ دار ہوتا ہے۔ سفر بھی بعض مشائخ وسیلہ معرفت خیال کرتے ہیں۔ لیکن طمانیت سفر کی صورت میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ سُن کر کہ آپ اپنے اسلاف کا نمونہ ہو رہے ہیں، بہت خوشی ہوئی، خدا کرے، وُہ دن آجائیں کہ آپ اپنی صورت میں جلوہ گر ہوں اور عکسی صورت سے پار ہو جائیں۔ ذٰلِکَ[3] فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ہ (سورۂ جمعہ پارہ ۲۸ آیت ۴ رکوع ۱۱)

آپکا ادنیٰ
محمد عمر

---

[1] سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے اور اس کے بندوں پر سلام ہے جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

[2] استقامت کرامت سے بہتر ہے۔ [3] یہ خدا کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

⑫

کاگا تن من میرا کھائیو چُن چُن کھائیو ماس
دو نین نہ میرے کھائیو مینوں پیا ملن دی آس

تیرے دیکھن نوں ترسن نین میرے
مرے مولیٰ مرے گھر جھات پائیں

نصیبا اپنا ہی اچھا نہیں ہے!
وگرنہ تیرے جلوے ہر کدائیں!

توں اے محبوبِ عالم کُل دے والی
رُخِ زیبا تھیں پردہ چا ہٹائیں

[1] محو مطلق شود، ہمہ عالم!
گر نقاب از جمال بکشائے!

محترمی جناب صاحب زادہ صاحب عم فیوضکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

محبّت بھرا خط پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس احساس کو بلند فرمائے اور ہمّت بڑھائے ع "مشکلے نیست کہ آساں نشود"

فنا درحقیقت بقا ہے۔ "خواہش[2]" کا کچھ حصّہ شمس الاسلام کے گزشتہ شمارے میں شائع ہُوا۔ بقیہ بھی ہوگا۔ کسی خوش فہم نے دیکھ کر کہا کہ وُہ (میں) کوئی بلند مضمون لکھتا، لیکن اِسے کیا معلُوم کہ اس سے بلند کیا ہوگا۔ جو بُنیادی ضرورت تصوّف کے لئے ہے اور جس کی طرف کسی کا خیال و گمان بھی نہیں۔

اذکار، ادعیہ[3]، عبادت ہر ایک اپنی اپنی جگہ بہت کچھ ہیں، لیکن تمام کی بنیاد صرف اسی پر ہے کہ خواہشات ختم ہوں ؎

---

[1] ۔ اے خدا اگر تو چہرہ سے پردہ ہٹائے، تو ساری دُنیا تماشا دیکھنے میں لگ جائے۔

[2] ۔ الہویٰ (خواہش) کے نام سے حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحب بیربلویؒ کا تفصیلی مضمون شائع ہوا تھا جو بعد میں بھی کئی بار "سلسبیل" میں چھپ چکا ہے۔ [3] دُعا کی جمع۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجاؤ کہ خلوت ہو گئی

" وہڑا ہووے جے خالی تے مرزا آن وڑے"

عزیز صاحبزادہ صاحب کی حالت کی پریشانی آپ کو کیا کم ہو گی۔ عرس کے موقع پر ایک سے دریافت کیا، تو معلوم ہوا، سالم میں ہیں۔ خیال تھا کہ مولوی سیف الدین صاحب سے بات کروں گا، لیکن وہ نہ ملے۔ پھر خط بھی ان کو لکھنے کا خیال تھا، لیکن گھر آکر بھول گیا۔ اب پھر خیال ہے کہ سلسلہ جنبانی کروں، شاید کوئی صورت گھر آنے کی نکل آئے۔

حسبِ معمول امید ہے کہ آپ حضرت اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر تشریف لانے کی دعوت میری طرف سے قبول فرمائیں گے۔ خلافتِ معاویہ بالاستیعاب[۱] پڑھ چکا ہوں۔ محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔

طالبِ دعا
محمد عمر

(۱۴) [۲] تنت بہ نیازِ طبیباں نیازمند مباد
وجودِ نازکت آزردۂ گزند مباد
سلامت ہمہ آفاق در سلامتِ تست
بہیچ عارضہ شخصِ تو دردمند مباد

کرم فرمائے بندہ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ اللہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ
مولوی محمد معصوم صاحب نے آپ کی بیماری اور علالت کا ذکر کیا۔ بڑا رنج ہوا۔

---

[۱] پورے غور سے، توجہ کے ساتھ [۲] تیرا وجود طبیبوں کے ناز کا محتاج نہ ہو (تجھے کسی ڈاکٹر حکیم کے پاس جانا نہ پڑے) اور تیرے نازک وجود کو کوئی تکلیف پریشان نہ کرے۔ تمام جہان کی سلامتی تیری سلامتی میں ہے۔ تیرا جسم کسی بیماری سے دردمند (پریشان) نہ ہو۔

اِس دورِ[1] پُرفتن میں دُنیا کچھ کی کچھ ہوگئی۔ پُرانی صُورتیں ختم ہو رہی ہیں اور پُرانے خیال جا رہے ہیں۔

کل آپ کی شادی پر عبرت کی آنکھ نے جو کچھ دیکھا۔ تصوّف اور اہلِ تصوّف کے رنگ و رُوپ نہیں بدلے، بلکہ نسبتیں بدل رہی ہیں۔

پُرانے خاندانِ فقر کے حالات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن ایسا ہونا ضروری ہے۔ یہ تمام آفتاب و ماہتاب کیسے بن سکتے ہیں؟ پھر نسبت کس کے ساتھ نہیں اور نسبت سے کون آگے نکل سکتا ہے؟

ہمّت والوں کا کام ہے لیکن صاحبِ ہمّت کوئی نکلتا ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

پھر درخت بار آور جب ہو اور ہو، تو اس کی قیمت کا کیا اندازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تا دیر سلامت رکھے اور اپنے خاندان کا ہی نہیں، بلکہ طریقت کا ایک گھر اللہ جلّ شانہٗ قائم رکھے۔ آمین۔ ثم آمین!

پچھلے دنوں عرس بھلیر شریف[2] پر گیا تھا۔ گیارھویں دن واپس آیا۔ لیکن طبع علیل رہی۔ اب بھی کسی قدر علیل ہُوں۔

اگرچہ ادارہ بظاہر آب و تاب سے قائم ہے، لیکن مالی حالات نہایت کمزور ہو رہے ہیں۔ اہلِ طریقت اور ممبر طریقت لاپرواہ۔ دیکھئے کب تک سانس لیتا ہے؟ اپنی طرف سے کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بار آور فرمائے۔ کام تو اچھا ہو رہا تھا۔ اور اہلِ علم متوجّہ ہو رہے تھے۔ بعض تبادلۂ خیالات بھی چاہنے لگے۔ لیکن دنیا دار علمی دنیا۔ اُمید ہے کہ اپنے مزاجِ گرامی سے پُوری طرح مطلع فرمائیں گے۔ حضرت صاحبزادہ محمد عبدالرسول صاحب کو مشفقانہ دعا سلام۔

آپکا ادنیٰ: محمد عمر

---

[1] فتنوں سے بھرپور زمانہ [2] حضرت امام علی شاہ صاحبؒ مکان شریفی کا عرس ہر سال ۱۳ ارشوال کو بھلیر شریف نزد سانگلہ ہل میں حضرت صاحبزادہ سیّد محفوظ حسین صاحب منعقد کراتے ہیں۔

(۱

وَلَهُ الْكِبْرِيَاۗءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ[1]

(سُورۂ جاثیہ۔ پارہ ۲۵۔ آیت ۳۷)

کرم فرمائے بندہ حضرت قبلہ جناب صاحبزادہ صاحب

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ!

نیاز و آداب قدم بوسی کے بعد رات کو خط ملا۔ پڑھا۔ پھر دوبارہ صبح پڑھا۔ ت کیا عرض کروں۔ میری تحریرات کے باہر آنے اور شائع ہونے کا سبب صرف ی کی ذات پاک ہی محرّک ہے۔ ورنہ خاموشی سے مر جاتا۔

جب کوئی داد دیتا ہے تو لکھنے والے کا دل بڑھ جاتا ہے اور آپ کی داد نے میرے قلم و دل کو حرکت دی۔

ورنہ اپنوں میں آج بھی کوئی نہیں، جو ایک لفظ بھی لکھے۔ پھر صاحبزادگی کا د، یہ تو کچھ دیکھنے سُننے کے لیئے تیار نہیں۔ دیکھتی بھی اپنی نگاہ سے ہے، سُناتی بھی ہی ہے اور بس۔

امسال میں شرقپور شریف کے کسی عُرس پر حاضر نہیں ہُوا۔ اس لیئے میری یلت پر کسی صاحبزادہ کے اُکسانے سے کوئی برس نہ پڑے۔

اوقاف[3] کو لکھا، مسلک لکھا[4] یہ دونوں کام اپنی خانقاہِ معلّٰی کے قائم رکھنے لئے کیئے تھے، لیکن صاحبزادگان چھوڑ، تمام برادرانِ طریقت کی طرف سے ایک بھی ہمت بڑھانے کے لیئے لکھا نہیں آیا، بلکہ مسلکِ طریقت سے کشیدگی بڑھ گئی عُرس کے بعد حاضری دی، کچھ عرض کیا گیا، لیکن سُنتے کیا، وہ اُلٹے بگڑ بیٹھے عرض صرف یہ تھا کہ عُرس ایک ہو۔ جو اس وقت تین ہو رہے ہیں۔ حکومت کا۔

ود آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیئے بڑائی ہے اور وہ غالب اور دانا ہے ۲؎ حضرت بیربلویؒ سان طریقت پر ہے اور رہیگا۔ اس کے ساتھ حضرت صاحبزادہ حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب سرکارؒ سے تحریریں لکھوانے کے محرک ہوئے ۳؎ "سلسبیل" جولائی ۶۳ء صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۸

سلسبیل' جولائی ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۸ تا ۲۱ (گفتنی)۔ جلد اوّل۔ شمارہ ۴

سجادہ نشین کا، چھوٹے صاحبزادہ کا. میرے خیال میں اجتماعِ کُلّی سے جو فوائدحاصل
رہے تھے، وُہ ختم ہو رہے ہیں اور مرکزیت ٹوٹ رہی ہے. فائدہ برابر کا. بلکہ حکوم
کمزور ہو جاتی جب صاحبزادے چاہتے مفت لے جاتے لنگر حکومت دیتی
پیسہ صاحبزادے بٹورتے۔

آپ کی دُعا کی سخت ضرورت ہے، کہ ادارہ قائم ہُوا "سلسبیل" شائع ہو رہا
لیکن میرے مکرم! پڑھنے والے جب تک نہ ہوں، یہ کس کام۔

صُوفی محمدؐ اقبال صاحب کے سرِ دفتر ہو جانے سے بہت کچھ بوجھ میرا
ہو گیا ہے اور وُہ ہمارے نمائندے صحیح نمائندے ہیں. دفتر بھی ایک علمی باز
(اُردو بازار) میں منتقل ہو چکا ہے. احباب پہلے سے زیادہ سرگرم ہیں. لیکن پڑھ
والوں اور پیسہ دینے والوں کی کمی ہے.

"رُوحانیت" لاہور کے ایڈیٹر محمدؐ انور جیلانی صاحب بھی میری تحریرات
زیادہ متاثر ہُوئے. وُہ اگلے دن آئے تھے اور کٹر مولوی ہونے کے باوجود می
باتوں کو غور سے سنتے رہے. آخر کہا کہ "مَیں چاہتا ہُوں کہ آپ کی تحریرات
کروں. کیا اجازت ہے"؟ میں نے کہا "مَیں اللہ تعالیٰ سے یہی کچھ طلب کر رہا ہُ
کہ کوئی سامانِ غیبی پیدا ہو اور اشاعت کے سامان پیدا ہوں"۔ پھر مَیں نے
سے کہا کہ "آپ میری تمام تحریرات پڑھیں اور اسی ادب پر آپ لکھنا شروع کر

اللہ کا بڑا فضل ہے. جب سے میرا خیال اشاعت فقر و تصوّف کی طر
ہوا ہے، پہلے ایک رسالہ فقر و تصوّف کا نہ تھا، اب کئی شائع ہونے شروع
گئے. انور صاحب وَیسے بھی صُوفیانہ شکل و صُورت رکھتے ہیں اور اپنے خیال
پختہ اور مختلف مسلک کے بزرگوں کی صحبت کے لُطف اُٹھا چکے ہیں، مثلاً مودو
صاحب، تبلیغی جماعت، مولوی محمدؐ شفیع صاحب، حضرت سیالوی سلمہ ربّہٗ اور حض
علی پُوری محدّث" وغیرہ. اب علمیت چھوڑ، تصوّف کے ایمان پر توجہ ہے۔

آپ کا خط عُرس کے بعد پہنچا تھا. حسب ارشاد میں وظیفہ دُعا گوئی میں

اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادوں کو روز افزوں ترقی عنایت فرمائے۔

دُعا ہر مسلمان کے لیئے واجب، لیکن جس غرض کی دُعا آپ طلب کرتے ہیں، کا میں اہل ہوتا، تو سب کچھ ہو جاتا اور بفضلہٖ تعالیٰ بہت کچھ اللہ تعالیٰ کے احسانات پ پر ہیں۔

ضرورت ہے تو اتنی حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ[1] پارہ ۴، آیت ۱۷۳، سورۂ عمران۔ رکوع ۹۔ اپنے فکر سے آزاد ہو جایا جائے۔ جو کچھ ہوتا ہے، صحیح ہے، ہم تقدیر بندے ہیں۔ کسی حالت وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ کسی صورت میں ضائع نہیں ہونے ے گا۔ دُنیا کی محبت کسے نہیں، لیکن والہانہ اسی پر ٹوٹ پڑنا عقلمندی کے خلاف ہے۔

نوجوان بیٹے اپنی کمائی سے کچھ بھیج دیں تو کیا احسان، بلکہ ان کے لیئے مزید ت اور لنگر کی خدمت اور بوڑھے باپ کی دُعائیں اور آرام۔

ویسے بھی کیا کمی ہے؟ جو اس کے دَر پر بیٹھ جاتا ہے، وُہ کب خالی رہتا ہے؟ پانی ے پاس پیاسے خود آتے ہیں، لیکن پانی چل کر جائے، تو زیادہ احسان الٰہی اور موجب ید سعادت۔

صاحبزادہ صاحب نے پچھلے عرس پر "ذہنی خدا" پر کچھ بیان فرمایا تھا۔ اس کے اب میں میں نے "واقعاتی خدا" پر چند صفحے لکھے ہیں۔ انشاءاللہ کسی اشاعت میں آ ئیں گے۔

خانہ آبادی؛

مَیں نے کوئی احسان منشی صاحب سے نہیں کیا اور نہ وُہ مجھے جانتے ہیں اور نہ جاننے کی ضرورت۔ میرا ذاتی جذبہ متاثر تھا کہ اس زبُوں حالی میں وُہ کیسے اضطرابِ خیالی طور پر ہیں۔ مَیں نے ایک دو نوجوان عورتوں کو بھی مشورہ دیا تھا کہ حضرت کی خدمت کر کے اپنے ایمان کا ثبوت دیں، ورنہ وُہ کچھ نہیں۔ ہاتھ مَس ہی کر

---

[1] ہم کو خدا کافی ہے:: وُہ بہت اچھا کارساز ہے۔

سکتے ہیں اس سے آگے کچھ نہ ہوگا۔ اور جنت ثواب دارین حاصل ہوگا۔ شاید آپ جانتے ہوں گے۔

حضرت ڈھڈوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید حاجی احمد ارائیں کی لڑکی چند دن خانقا رہی تھی اور اس کے لیئے منشی صاحب نے مجھے لکھا بھی تھا، لیکن ان کی صلح ہو گئی لیکن یہ چھوٹی کنواری تھی، میں نے اس کی ہمشیرہ کو کہا تھا کہ حاجی احمد اپنے پیر کی خانقاہ حاصل کرے۔ لیکن قدرت کو وہ منظور نہ تھا۔ بہرصورت مجھے خوشی ہے کہ منشی صاحب باایمان رخصت ہوجائیں۔

زیادہ کیا لکھوں۔ آپ کا آدمی تیار ہے۔

طالب دعا: محمد عمر

مکان: مستری جب مل جائیں تو غنیمت ہیں۔ آج مولوی صاحب کو لکھوں گا۔ جلدی آجائیں کہ رمضان شریف آرہا ہے۔

---

⑮

نہ تڑپنے کی اجازت ہے، نہ فریاد کی ہے!
گھٹ کے مرجاؤں، یہ مرضی میرے صیاد کی ہے!

کرمفرمائے بندہ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب متیع المسلمون بطول اقامۂ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خط پہنچا۔ عزیز برخوردار کی کامیابی پر مبارک، صد مبارک باد۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ علم کا شوق ہے یا پیسہ کا خیال۔ بہرصورت دونوں پاک جذبے موجودہ زمانے میں ہیں۔ پیسہ کے سوا عزت کہاں۔ فقر بھی وہی پسندیدہ، جس کے ہاتھ میں پیسہ ہو۔ ورنہ حقیقی فقر کو کون پسند کرتا ہے۔ نہ صاحب فقرا اور نہ متوسلین۔ مجذوبیت ایک دولت ہے، لیکن وہ کسے نصیب؟

آپ اپنی بیماری سے گھبراتے ہوں گے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک علاج ہو رہا ہے اور کیا عجب کہ اسی بہانہ میں استرشاد چمک اٹھے۔ مرکز کو قطبیت

صیب ہو۔

میں اب سفر سے اتنا گھبراتا ہوں کہ ایک دن و رات کے لئے جانا بھی ایک ت نظر آتا ہے۔ گھر میں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ درویشی بھی شاہی ہے۔ اپنی مرضی سے سب کچھ کیا جا رہا ہے، کسی کو دم مارنے کا موقع نہیں۔ افسوس اس لذّت سے ت کم آشنا ہیں۔ یہ موت نہیں، زندگی ہے اور جوان زندگی۔

بچوں کے لیئے عمارت شروع ہے اور تین کمرے تیار ہو چکے ہیں اور برآمدہ کا دہ بنایا جا رہا تھا کہ اچانک آندھی نے بنا بنایا گرا دیا اور ایک بھائی کے پردے ہمارے تہ مکان پر گرے جنہوں نے دو خانے کڑیاں توڑ دیں خوشی ہوئی، کوئی بلا تھی جو س مار کر ٹال دی۔ خدا کرے، حقیقت ایسی ہو، نری خوش فہمی نہ ہو۔ میری بڑی خواہش حاب نقر کے لیئے یہی ہے کہ استقامت کا جوہر نمایاں ہو۔

سعدی علیہ الرحمۃ گلستان میں لکھتے ہیں ؎

اگر در بدستے منستے مہار ندیدے مرا بار کش در قطار

ون نہیں چاہتا کہ میرا لڑکا بادشاہ ہو یا ایک فقیر ہو۔ نہ بادشاہ اپنے بیٹے کے لیئے دشاہی دلا سکتا ہے، نہ فقیر اپنے بیٹے کو ولی بنا سکتا ہے ہوتا ہے وہی، جو منظورِ خدا وتا ہے۔ ہم لوگ صرف ملازمت کی حیثیت میں ہیں، سائیس گھوڑے کی پرورش اور لانے کا ذمہ دار ہے۔ لیکن اس کی اپنی قیمت یا تو جوہرِ ذوقی کی یا کسی قدردان کی قدردانی پر ہے اس میں سائیس کا کچھ دخل نہیں۔

[1] وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پارہ ۳، آیت ۴۷، رکوع ۱۶)

خدا کرے اس کا فضل مبین ہمارے آپ کے دوستوں پر پڑے اور نہال ہو جائیں۔

حقیقتِ تصوف کی دوسری قسط اعتقادیات نظر سے گزری ہوگی آج تیسرے حصہ طبقات کے چند صفحے لکھے گئے۔

مولوی محمد معصوم صاحب تشریف فرما ہیں، لیکن چلہ کشی وغیرہ سے بھگوڑے ہو چکے ہیں اور ملنگانہ طرز پر اُتر آئے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کا وہی حشر ہوگا، جو ہمارا

---

[1] اللہ جسے چاہے، اپنی رحمت سے مخصوص کر دے

ہے۔ یعنی دین کے، نہ دُنیا کے

[1] واجب بود بعرض رسانیدم

---

⑯

مکرّمی جناب حضرت صاحبزادہ صاحب عمّ فیوضکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

خطِ مُبارک کیا پہنچا، سراسر شوق و محبت ؎

[2] ترا از من اگر بر سینہ داغ است

نہ پنداری کہ زاں داغم فراغ است

آج حج مُبارک ہے اور کل عید قربان۔ لیکن ایک مسلمان ایسا نظر نہیں آتا، جس کے اندر قرنِ اوّل کے جذباتِ حج یا عید موجزن نظر آئیں۔ اُمتِ مرحومہ کتنی اپنے فطرتی مزاج سے ہٹ چکی۔ اب رسم ہے، لیکن یہ خوف بھی حسّاس افراد کو کھائے جا رہا ہے کہ شاید کل یہ احساس بھی نہ رہے اور ہمیشہ کے لیئے رسمی مسلمانی بھی ختم نہ ہو جائے۔

آپ کیا پُوچھتے ہیں؟ یہاں پُوچھنے بُجھنے کا سوال ہے؟ لیکن راہ روانِ عشق کے لئے دُشوار راستے میں پُوچھنا حرام۔ وُہ چلتے ہیں اور پاؤں نہیں تھکتے۔ منزلِ مقصُود ہے، لیکن راستہ متعیّن نہیں اور جدھر دیکھتے ہیں، اُدھر راستہ پاتے ہیں اور قربُ و بُعد کا سوال ہی یہاں نہیں۔ قریب خود قریب اور بعید بھی قریب۔

تاہم اتنا عرض کر دیتا ہُوں۔ وہی ذکر پسندیدہ راہِ سلوک میں ہے، جو سالک کی طبع کے مناسب ہو اور جسے طبع پسند کرے۔ اس کے بعد وُہ ذکر زیادہ مفید، جو اپنے طریقۂ عالیہ کا، اپنے خاندان میں معمُول چلا آتا ہے۔ اور اس میں برکات ہیں اور فیوضات ہیں۔ اللہ کرے، آپ کا دھیان پختہ ہو جائے۔

---

[1] یہ عرض کرنا ضروری تھا [2] اگر میری وجہ سے آپ کے سینہ پر میری (محبت کا) داغ ہے، تو یہ نہ سمجھئے کہ میرے دل پر داغ نہیں (یعنی مجھے بھی آپ سے محبت ہے)

"تخلقوا باخلاق" کا جلوہ سالک نظر آئے اور دو جہان کی نیازمندی سے بلند ہو جائے۔ اُمید ختم ہو اور اپنے بڑے مقصد پہ دھیان جما ہو۔ تا اینکہ ادا دل نواز پیدا ہو جائے اور نظر اکسیر[1] ہو کر مُردہ دلوں کو جگائے، لیکن یہ قسمت کے سودے ہیں۔ مَیں سب کچھ جانتا ہوں ؎

جانتا ہُوں ثوابِ طاعت وزُھد
پر طبیعت اِدھر نہیں آتی

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے اسلاف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے طفیل اس راہِ بلند پر چڑھنے کی ہمّتِ بلند عطا فرمائے۔ تاکہ اپنے اسلاف کا صحیح نمونہ ہو کر خلق اللہ کی راہبری فرمائیں۔ آمین۔ ثم آمین!

عزم جب ہو جاتا ہے، تو پھر کوئی مشکل نہیں رہتی اور یہ راہِ خداوندی تو آسان تر راہ ہے کیونکہ حکم؛

ت [2] وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط (پارہ ۲۱ آیت ۶۹ رکوع ۳ عنکبوت)

جس کی دستگیری خود ذاتِ اقدس فرمائے اور نابینا کی طرح اپنے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑے لیئے جائے، وُہ کیوں کر منزلِ مقصُود پہ نہ پہنچے ہاں یہ خیال رہے۔ کیا کچھ بننا ہے: ؎

خاکی و نوری نہاد۔ بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دِل بے نیاز
اس کی اُمیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نگاہ دلنواز

اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کو صحت بخشے، ان کی طبیعت عمل کے لیئے موزوں ہے مشفق مولوی محمد معصوم صاحب کو السلام علیکم قبول ہو۔

---

[1] "نظر جنہاں دی کیمیا، سونا کر دے وٹ"

[2] اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم اُن کو ضرور اپنے رستے دکھا دیں گے۔

⑰ [1] حُب الدنیا راس کل خطیئۃ

[2] وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝ (پارہ ۳ - رکوع ۸ - آیت ۲۸۶)

مجوبِ دل نواز، مطلوب دلربا خُداوند تعالیٰ آپ کا سایہ ہمیشہ ہمیشہ رکھے

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

خط پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ ایک بزرگ زادہ صاحب کو یہ دولتِ عبادت۔ یہ ذوق و احساس۔ کتنا بلند نصیب ہو کہ درِ دولت چھوڑ کر مسجد کے ایک کونے میں جا بیٹھے اور اسی میں اپنی سعادت سمجھے۔

مجھ جیسے شخ سے ایک رات بھی مسجد کے لئے نکالنی جب مشکل ہو گئی، تو آپ جیسے پر یہ کتنی رحمت ہے کہ بیٹھے اور خُوب بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے، زیارت کو جی چاہتا ہے چمکتا چہرہ سامنے ہے۔ مولیٰ کریم اپنی مخصوص رحمتوں سے آپ کو نوازے اور یہ دولت اعتکافی دائی نصیب ہو۔

انسان کے ساتھ صاحبِ انسان کا اِتنا گہرا تعلق ہے کہ ہر فرد ذات کے ساتھ کامل تعاون ہے اور جو چاہتا ہو اس کا ساتھ دینا اپنی ربوبیّت کی شان بڑھانا ہے۔

چور، ڈاکو، زانی کتنے بُرے لوگ ہیں۔ دھوکے باز اور ہر قسم کے لوگ جب اپنے رزق کو ایک کسب میں خیال کرتے ہیں، تو وُہ اسی کسب میں ان کی مدد کو اُترآتا ہے۔ اللہ اکبر یہ ہے شانِ ربُوبیّت۔

میری دلی دُعا ہے کہ آپ پر اپنی رحمت سے وُہ اسرارِ معرفت کھولے جو آپ

---

[1] دُنیا کی محبّت سب بُرائیوں کی جڑ ہے (حدیث) [2] اے خُدا ہمارے گناہوں سے درگذر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔ (فتح الحمید)

کے آباء و اجداد کا ورثہ تھا اور طبیعت میں وُہ استقامت پیدا کرے کہ[1] "زمین جُنبد نہ جنبد گُل محمدؐ" کا معاملہ ہو جائے۔

یہ خیال ہے کہ رزق فلاں جھاڑی میں چُھپا ہے، یا فلاں خزینہ میں ہے۔ رزق فقیرِ بے نوا کے چوتڑوں میں۔ جہاں بیٹھ گئے، رزق کشاں کشاں چلا آیا۔ ہاں یہی کمال ہے کہ ہلنا جلنا گناہ۔

یہ ناکارہ جب اپنے پیر و مُرشد کے اشارے سے بیٹھ گیا۔ اللہ جانتا ہے۔ اب گھر کے سوا کہیں آرام نہیں اور کھانے پینے کی وسعت ہے۔ خود حیران ہو جاتا ہوں کہ اندھیری گھُپ راتوں میں کیسے مجھے دولت دلاتا ہے۔ جب کسی کو پتہ نہیں ہوتا۔

آخر میں کیا عرض کروں۔ یہ ناکارہ ناکارہ ہو گیا۔ دِن بھر گپّوں میں گزارتا ہے۔ ایک ختم قرآن بھی تمام رمضان میں نصیب نہیں۔ اب عمارت کا شغل ہے۔ وُہ بھی ایک نادار کا۔ تاہم خوش ہوں۔ چلتا ہے، جیسے چلتا ہے۔ آپ لوگوں کی دُعا کی سخت ضرورت ہے۔ پروگرام نہایت موزُوں ہے۔ جب آپ تشریف لائیں۔ غنیمت۔

حاجی فضل کریم صاحب سے آداب و نیاز۔ تمام مکانات گرا دیئے گئے۔ چُونکہ مستریوں کی منڈی تیز ہے، اس لیئے مستری عام نہیں ملتے۔ ایک دو سے کام چلا رہا ہُوں۔ مستری محمّد عثمان آیا تھا۔ لیکن کہتا تھا، بیمار ہوں۔ ابھی کام کے قابل نہیں۔ مل کر واپس چلا گیا۔

فرمایئے۔ ڈنگے والا حضرت صاحب اور اس کے درویشوں کا کیا حال ہے؟

حاشیہ نشین معتقدین کو سلام دُعا۔ خُدا کرے وُہ وُہ کچھ دیکھیں جس کے لیئے وُہ اس اندھیرے گھُپ میں بیٹھے ہیں۔ برادرم مولوی معصُوم صاحب کو السّلام علیکم۔ شکر ہے کہ وُہ میرا کہنا مان گئے۔

والدّعا
محمّد عمر

---

[1] زمین ہل جائے، گل محمّد (انسان) نہ ہلے۔ یعنی استقامت و توکل کا سبق دیا ہے۔

۱۸

تیرے ویکھن نوں سِکدی جان میری
میرے سوہنے میرے گھر جھات پائیں

کرم فرمائے بندہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب زاد شرفہٗ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عُرس پر اشتیاق و محبت کے تلاطم تھے۔ تشریف آوری کا خیال غالب تھا لیکن موسم کی تبدیلی اور بارش نے تکلیف کے خیال کو تقویت دی اور شرفِ نیاز حاصل نہ ہو سکا۔

مکانات کی تعمیر جب شروع کی گئی، تو خیال تھا کہ رمضان المبارک کے بعد آپ کی تشریف آوری کے لیئے مکانات منتظر ہوں گے۔ اور آپ ازراہِ کرم قدم رنجہ فرما کر انہیں بابرکت فرمائیں گے۔ لیکن ابھی تک درمیان میں پھنسا ہُوا ہوں اور تعمیر معلق ہے خُدا کرے، جلد کچھ تیار ہو جائے اور صفائی اس درجہ ہو جائے کہ آپ کی طبع نازک کو ناگوار سطح مکان نہ رہے۔ چار کمروں پر چھت پڑ گئی ہے ایک مخصوص کمرہ بزرگوں کے لیئے بھی تیار کرایا گیا، جس کے ساتھ غسل خانہ بھی ہے، پاخانہ بھی اس کے اندر۔

برآمدہ شروع ہے، لیکن فصل کا موقع آ چکا ہے اسلیئے مجبوراً اب کام بند کرنا پڑے گا۔ کوئی ایسی صُورت ہوئی کہ کام چلتا رہے، تو کام شروع رکھا جائیگا۔

مجھے اُمید ہے کہ مئی کے پہلے ہفتہ تک ایک دو سادے کمرے آپ کی رہائش کے لیئے تیار ہو جائیں گے۔ آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہوں گے۔ راستے دونوں آسان ہیں، یعنی پتن ڈھاک یا براستہ خوشاب یا سرگودھا۔

بھلیر شریف کے عرس پر حاضر ہُوا تھا اور پھر لاہور، شرقپور شریف سے ہوتا ہُوا چھٹے دن گھر پہنچ گیا

مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنے اوقات مخصُوصہ میں میرے لئے دُعا فرماتے ہونگے۔ گناہ گار ہوں، سیاہ کار ہُوں لیکن اس کے رحم و کرم کے سوا کوئی اُمید نہیں رکھتا۔

طالبِ دعا: محمد عمر

(۱۹) بخدمت جناب حضرت قبلہ صاجزادہ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے شفقت نامہ کا جواب عرض نہ کرسکا، اُمید ہے کہ جناب کی صحت روزافزوں ترقی پر ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ نصیب فرمائے۔

حقیقتِ تصوّف کا مطالعہ فرما رہے ہوں گے۔ ادارہ کی مالی حالت بہت خراب ہورہی ہے۔ اشاعت پر توجّہ نہیں دی گئی۔

مجھے چوہدری صاحب نے اپنے لڑکے کی شادی کی دعوت دی تھی اور خیال بھی تھا کہ "بیک کرِشمہ دوکار"۔ اگرچہ شادی کی خاطر طبع موافق نہیں، لیکن ایک تو سفر اور سواری میرے لیئے اب تکلیف دہ۔ کچھ گھریلو کام بھی ہیں۔

بہرصُورت معذور تھا، مجبور تھا۔ دُعا پر اکتفا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت بحال فرمائے۔

والدّعا

آپکا محمد عمر

طالبِ دُعا

میاں رحیم بخش صاحب کو بعد دُعا سلام۔

چونہ دو بوری دلادیں، واپسی اپنے ساتھ مال گاڑی پر بھجوا دیں۔

---

(۲۰) کرم فرمائے بندہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاجِ گرامی — اُمید ہے کہ عریضہ پہنچا ہوگا۔

حافظ صاحب کے تشریف لانے سے پہلے ایک مقامی حافظ کھڑا کر دیا گیا تھا۔ گو خود سُننا نصیب نہیں، لیکن برکتِ مکان کے لئے اچّھا موقعہ میسّر ہوگیا۔

آپ کی عنایت اور شفقت کا بے انتہا ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو بھی برکت دین و دُنیا عطا فرمائے کہ قربانی کرکے تشریف لائے۔

بخار اب تو نہیں ہوتا، لیکن شام کو نڈھال ہوجاتا ہوں۔ طالبِ دُعا ہوں۔

خوابیں اکثر پریشان کن آتی ہیں۔ آج میاں صاحبؒ[1] کی زیارت ہوئی لیکن کچھ عجیب طرح۔ جبکہ میں ہاتھوں میں ایک ایک ونگ[2] ڈالے ہوئے تھا۔ کبھی آپ نے پریشانی ظاہر نہیں فرمائی۔ لیکن ایک کثیر مجمع میں آپ داخل ہو کر پھر چل دیئے اور میں تعاقب میں نکلا، تو پا نہیں سکا۔ پریشانیاں بھی ہیں، ویسے وقت گزار رہا ہوں۔ اور ٹکر بھی ہے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے۔

طالب دُعا
محمد عمر

(۲۱) حضرت والاجاہ زاد شرفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

خط پڑھ کر خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی۔ خوشی تو ہوئی کہ آپ کا خاندان جس طرح رمضان کو زندہ رکھتا ہے، کوئی دوسرا خاندان اس اہمیت سے زندہ رکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔

ہاں۔ گذشتہ زمانے میں صوفیائے کرام کی عادت تھی۔ رمضان شریف کا قیام رات بھر رہتا تھا۔

رنج اس لیئے ہوا کہ ایک با عمل ایک بے عمل سے کچھ عمل کی بات پوچھے۔ اللہ شاہد ہے، ایک زمانہ رمضان المبارک کا خیال ہوتا تھا۔ گو عام معمول سے بڑھ کر کبھی کچھ نہیں کیا۔ روزے گزار ہو گیا تو سب کچھ پایا جانا تصور میں آگیا۔

لیکن اب تو کئی سالوں سے ایک بے مراد زندگی کی تلخی اٹھا رہا ہوں۔ گو مرنے کو جی نہیں چاہتا، لیکن جینا بھی کوئی پسندیدہ نہیں: ؎

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد ٭ پر طبیعت ادھر نہیں آتی !!

---

[1] حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ، حضرت پیر بلویؒ کے پیرو مرشد

[2] ۔ چوڑی

آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اَب کسی بات پر نہیں آتی

کعبہ کس مُنہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

ایک بے حیا وقت گذار رہا ہُوں، وُہ سب کچھ کر دیتا ہوں، جو ایک بدمعاش کر گزرتا ہے۔ پھر بھی مطمئن ہُوں۔ کیا ہُوا؟ ہوتا ہے، تو ہونے دو۔ خود کرتے ہیں تو ہم کیا کریں۔ لیکن یہ بھی دھوکا۔ ہر دُنیادی امر کے پیچھے لگاتار کوشش کرتا ہوں اور ہر بُرائی کے اٹھانے کے لیئے خود قدم اُٹھاتا ہُوں اور ایسے پاپ خود کماتا ہُوں۔ آپ لوگوں کی دُعا کا خواستگار ہوں۔ اسلاف کے طفیل مولیٰ کریم میرے حال پر رحم فرمائے ورنہ بیماری سے اُٹھتے ہی مکانات کی تعمیر میں چارپائی پر مصروف و مشغول ہو گیا تھا۔ یہی غفلت نہیں یا کچھ اور ہے۔ سال بھر تو قرآنِ حکیم دیکھا نہ تھا، نہ دیکھا۔ کل بھی نہیں دیکھا اور آج بھی ابھی تک یہ شرف حاصل نہیں کر سکا۔ شکایت ہے بھی اور نہیں بھی۔ آپ کی بڑی عنایات ہوں گی اور شفقتیں۔ اگر جناب تشریف سے عزّت بخشیں گے۔ اور شوال کے پہلے ہفتہ کسی روز تاریخ کا تعیّن ہو جائے۔ سجّادہ نشین کی خدمت میں بھی عرض کر دیا گیا۔ ان کے سوا مجھے نیاز مندی کا موقع کیسے نصیب ہو گا؟

والدّعا
محمّد عمر

---

(۲۲)

ترس رہی ہیں تیری دید کو جو مدّت سے!
وُہ بے قرار نگاہیں سلام کہتی ہیں!!!
جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وُہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

حضرت مکرّم سلامت باکرامت باشید
السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

مولانا محمد معصوم صاحب تشریف لائے اور پھر میں سفرِ مبارک پر چلا گیا۔ اگرچہ وُہ دولتیں اور وُہ کیفیات تو حاصل نہ ہو سکے، جو کبھی ہمارے جیسے حاضرین کو ہوتے تھے تاہم رسمی طور پر سلام و نیاز اور حاضری تو دے دی گئی۔

قصُور شریف شام کے بعد پہنچے۔ رات حضرتؒ کی مسجدِ اقدس میں گزاری اور پھر صبح کی حاضری دے کر واپس لاہور پہنچ گئے۔ لیکن اتنا ضرور ہُوا کہ اس قطبِ ارشاد کا زمانہ سامنے آگیا اور پیروں کی حاضری کے بعد مُریدوں کی حاضری دینی پڑی اور ایک ہفتہ ایک دُوسری بے قراری میں گزر گیا۔ میری مُریدی کا سلسلہ بھی عجیب ہے۔ دادا صاحبؒ کے خادم رہے، باپ کی خدمت کی اور پھر صاحبزادے آئے۔ ان کے قدمبوس ہُوئے اور صاحبزادے کے صاحبزادے اب اپنا بسترِ جمائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن عقیدت باطنی کچھ ہو نہ ہو لیکن رسمی عقیدت برابر جاری۔ لیکن اس جانب کی یہ حالت ہے کہ رائی بھر کا فرق ان مریدوں میں پیدا کرنے کی خواہش نہیں۔ لیکن نذر و نیاز کی تاڑ ہے میں نے اپنے تاثرات آپ کے چچا صاحب قبلہ کی خدمت میں واپسی پر بے اختیار عرض کر دیئے تھے۔ بہرصُورت جا رہا ہُوں، لیکن کچھ پاس نہیں۔ گدا جب اپنی زنبیل بھر کر واپس آ رہا ہو اور سامنے کُتا آ کر اس کی پنڈلی پکڑے اور تمام گدا کا آٹا زنبیل سے اُلٹ جائے، تو کتنا افسوس ہوگا۔ یہی حالت میری ہے۔ جب کوڑی کوڑی جمع کرتا ہُوں، تو ہفتہ کے اندر کسی دن ہنڈیا اُبال پہ آ کر سب کچھ نکال دیتی ہے۔ ایک عزیز نے چند نسخے "اکسیرِ دل" پیش کئے۔ ایک آپ کی خدمت میں آپ کے سالکین کے مطالعہ کے لئے ارسال ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی دیکھ کر محظوظ ہوں گے۔

آپکا محمد عمر

---

(۲۳) کرمفرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب زاد شرفہٗ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

صاحبزادہ شاہ صاحبؒ[1] قصوری کا خط اور دعوت موصول ہو چکی ہے۔ اس طرف قاضی

---

[1] حضرت سید شبیر احمد شاہ صاحبؒ سجادہ نشین خانقاہ دائم الحضوری قصور ... بیعقفا ...

محمد رضا صاحب کے والد صاحب کی عُرس کی تاریخ بھی یہی ہے۔ اسلئے تذبذب ہوں، کیا کیا جائے۔ کیونکہ وُہ پیر، یہ مُرید، لیکن وہاں مجمع میں کئی آدمی چوک جاتے ہیں: اس لئے میرے خیال میں اگر جناب قصُور شریف تشریف لے جائیں گے، تو میری چنداں ضرورت نہ ہوگی اور مَیں معذرت پیش کروں گا۔ مگر میرے عریضہ کا جواب نہیں آیا کہ کس تاریخ کو آپ تشریف لائیں گے۔

دس روپیہ دے کر مَیں نے ایک آدمی کو ڈھاک بھیج دیا ہے کہ راستہ صاف کرایا جائے۔ انشاءاللہ حسب تحریر سواری ڈھاک سٹیشن پر مہیا ہوگی۔ باقی خیریت۔

برادر محترم مولوی محمد معصوم صاحب کو السلام علیکم طالب دُعا
دھولڑی کا ڈاک خانہ کیا ہے؟ محمد عمر

---

(۲۴) مکرم و معظم بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی علالت کی خبر بذریعہ مولوی معصوم صاحب پہنچی۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔ عریضہ دیر سے لکھ رہا ہوں۔

بیماری طویل کے علاوہ دُنیاوی اُلجھن بھی رہی۔ اگرچہ اُلجھن برابر قائم، لیکن رُوحانی علاجِ علالت نے طبیعت میں سکُون پیدا کر دیا۔ عقائد متزلزلہ بھی قائم ہوگئے۔

نیکی بدی کی کش مکش میری تمام زندگی کا خلاصہ ہے۔ نہ ایں سُو، نہ آں سُو۔ لیکن حقیقت ہونا نصیب نہیں ہُوا۔

صبح سویرے میری زبان پر جاری ہوگیا؎

اسی کش مکش میں گذریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رُومیؒ کبھی پیچ و تابِ رازیؒ!

وہ سوز و ساز اور پیچ و تاب یہی ہے اور ہم نیکی و بدی کی آویزش میں عمر بسر کر رہے۔

دُعا کی ضرورت ہے۔ بڑی ضرورت۔ جب میں موت کے مُنہ میں تھا، تو میرے تمام گناہ میرے سامنے سَر اُٹھائے کھڑے تھے ؎

بہر گل رُخ کہ کردم سُرخ دیدہ ٭ کنوں از ہر مژہ خونم چکیدہ

---

(۲۵)

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُر سوز!
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کیلئے

محترم بندہ صاحبزادہ صاحب عم فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مکتوب کے جواب نہ لکھنے کا باعث آپ کا سفرِ مبارک تھا اور مَیں نے خود تو صرف آپ کی اشتیاق پر للّٰہ شریف کا راستہ اختیار کیا، لیکن جب آپ کے سفر کا علم ہُوا، تو مبارک ارادہ کو مُلتوی کرنا پسند نہ آیا۔ آپ کے چچا صاحب سلّمہٗ ربہٗ موجود تھے۔ وقت اچّھا گذر گیا۔

مولوی محمدّ معصوم کی زبانی معلوم ہُوا کہ کچھ الفاظ گراں قلم سے نکل گئے۔ جہاں تک خیال ہے۔ بے تکلّفی میں بعض حقائق لکھے جاتے ورنہ آپ لوگوں کی دُعا سے اب طبیعت عام خیالوں سے اُلجھتی نہیں۔ مقصد اتنا تھا کہ عُرس کی تقریب سے ہمارے بزرگوں کی رُوحیں آپ کی تشریف آوری کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتی ہیں۔ تاہم اصل عبارت دیکھوں، تو شاید حقیقت کچھ زیادہ واضح کر سکوں۔ اگر سفر کا پروگرام بعد معراج شریف ایں جانب ہو، تو آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے باعثِ صد خوشی و مسرت ہوگی اور صرف یہاں کا احترام پسندیدہ نہیں۔ مَیں خود کسی مناسب موسم پر حاضر ہو جاؤں گا۔

نعت خوان اپنے حلقہ میں سُننے سنانے کے عادی ہونے کی وجہ سے اپنی محرومی جانتے تھے۔ ورنہ ایں جانب سے کبھی بھی کوئی اشارہ نہیں ہُوا۔ آپ کے حلقہ میں وہ بیگانے ہیں اور یہاں یگانے۔ گو عزت و قیمت آپ کے ہاں زیادہ ہے۔

بہرصورت اب تقسیم ہو گئے۔ فیروز دین اور اس کا چھوٹا بھائی حاضر ہوں گے اور عزیز الدین اور ان کا چھوٹا لڑکا یہاں شامل ہوں گے۔

مکرمی جناب مولوی محمد معصوم صاحب کو السلام علیکم۔

---

(۲۶) کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب زاد لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خیریت مطلوب۔ تقریباً ایک ہفتہ سے زائد ہوا کہ عریضہ آپ کی خدمت میں لکھ کر درخواست کی گئی تھی کہ آپ ۲۱، ۲۲ ر اسوج مطابق ۶، ۷ ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۱ء بموقعہ عُرس حضرت اعلیٰ تشریف لا کر عزت بخشیں اور ممکن ہو، تو جمعرات کو تشریف لائیں اور مطلع فرمائیں۔ سواری موجود ہوگی۔

آج صبح میاں رحیم بخش صاحب تشریف لائے، تو معلوم ہوا کہ کارڈ خدمتِ عالیہ میں نہیں پہنچا۔ ڈاک کا انتظار کیا، لیکن کوئی مکتوب شریف جناب کا نہ آیا۔ اِدھر حضرت صاحبزادہ صاحب کا خط آ گیا کہ میں اس موقع پر نہیں پہنچ سکتا۔ حالانکہ دونوں خط اکٹھے ارسال ہوئے تھے۔

اب حاملِ رقعہ ہٰذا خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوتا ہے، گو وقت کم ہے، لیکن صبح سویرے سواری حاضر ہوگی۔ امید ہے کہ جناب تشریف لا کر مجھے مشکور فرمائیں گے۔ برادرم مولوی محمد معصوم صاحب کو دُعا سلام۔

آپ کا

محمد عمر جمعرات ۳ بجے

---

(۲۷) بخدمت جناب حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مکتوب شریف پہنچا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحت عنایت فرمائیں گے۔ میں نہیں، بلکہ ایک دُنیا آپ کی دُعا گو ہے۔ خصوصاً والدہ صاحبہ سلمہا

اشک بار ہیں۔ انشاءاللہ ان کی دُعا قبول ہوگی۔

مَیں خود حاضر ہوتا، لیکن طبع علیل ہے، موقع اور صحت ہُوئی، تو کسی وقت حاضر ہو جاؤں گا۔

ادارہ کی مالی حالت بہت خستہ ہو چکی ہے۔ پچھلے دنوں ایک اجلاس میں مَیں بھی شریک ہُوا تھا۔ وجہ اصل اتحاد کا نہ ہونا اور اختلافات کا پیدا ہونا۔

خُدا کرے کہ کچھ دن سہارے میں آجائے۔ آپ حضرات کی دُعاؤں کی ضرورت ہے۔

عزیزم پیر سید محمد شاہ صاحب کو اپنے قائمقام سردست عیادت کے لئے بھیج رہا ہوں۔ انشاءاللہ پھر کسی وقت بذریعہ ڈاک عرض کروں گا۔

والدعا طالب دُعا
محمد عمرؒ

---

(۲۸)

کرم فرمائے بندہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب زاد شرفہٗ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

حامل رقعہ چُونا کے لیئے بھیجا جا رہا ہے، لیکن قلم جب آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیئے تیار ہُوا، تو ہمت ہارا نظر آتا ہے۔

عرض کروں تو کیا! خاموشی ہی آداب وسلام عرض کرتی ہے اور نظر رحمت کی طالب ہے۔

پریشانیاں بھی ہیں لیکن حقیقی نہیں۔ جب ہم خود کچھ نہیں تو عوارض کیا ہوں گے؟ غرض وقت گزر رہا ہے۔ اس کی حقیقت دُنیا یا دین نہیں۔ ایک سراب[1] ہے۔ جو نظر آ رہا ہے۔ عزائم اور مقاصد کچھ اپنے سامنے نہیں، ایک بُلبلا چلتا پھرتا ہے جس کے اندر کچھ نہیں۔ صرف ایک ہَوا کے جھونکے سے ٹوٹ جائے گا اور ختم۔

اولاد ہے، مال ہے، تصرف ہے، قبضہ ہے، آنکھ ہے، دل ہے لیکن جب

---

[1] وہ ریت جو دُور سے پانی نظر آئے (دھوکا)

غور سے دیکھتا ہوں، تو کچھ نہیں، نہ میں، نہ کچھ اور [1] وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ٥ پارہ ۲۷۔ رکوع ۱۲۔ آیت ۲۷ "الرحمٰن"

وہ بھی اس لیئے کہ جب کچھ نہیں، تو یہ کچھ تو ہوگا۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

عزیزی میاں رحیم بخش صاحب کو السلام علیکم کے بعد چُونا پودوں کو دینے کے لیئے تازہ چاہیئے۔ اگر بہتر مل جائے، تو لانے میں آسانی ہوگی۔ گھر میں دعوات۔

والدعا

راقم محمد عمر

---

(۲۹)

یہ مزا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی
نہ تجھے قرار ہوتا، نہ مجھے قرار ہوتا

محترم بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب عمّ فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

شفقت نامہ پہنچا۔ خوشی ہوئی کہ کچھ تو میرے لئے بھی آپ کے دل میں ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کے سینہ کو اپنی محبتِ لازوال سے بھرپُور فرمائے اور ہمیشہ کے لیئے یہ آبِ حیات مسلمانوں کی زندگی کا باعث ہو۔ آمین ثم آمین

۲۴ فروری کو سرگودھا گیا تھا۔ ہاشمی صاحب کچہری میں پہنچ گئے۔ چند گھنٹے اکٹھے رہے کہ آیا تھا کہ آپ کو اطلاع دے دیں۔ گھر بیٹھے حج ہوگی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے گھر نورِ چشم چراغ پیدا ہونے کی بڑی خوشی ہوئی۔ جو نام تجویز ہوا، نہایت پسند ہے۔ یعنی ابوبکر والا۔ اللہ تعالیٰ انہیں عمر طویل دے اور خاندان کا باعثِ عزت ثابت ہوں۔

---

[1] اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہیگی (فتح الحمید)

دین نام ہے رسم ورواج کا اور دینِ اسلام اس رواج ورسم کا نام ہے، جو نبیِ اکرم محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دُنیا میں قائم کیا۔ عقیدت اور ہے، لیکن دین کے برگ وبار جس ماحول میں اب پرورش پا رہے ہیں۔ یہ ماحول اِس رسم ورواج سے پاک ہے، جسے دینِ اسلام کہتے ہیں۔ اس لئے یہ تو ممکن ہے کہ عقیدت اسلامی ہو اور رُوح اسلامی ہو۔ لیکن رسم اسلام کا نظر آنا اب بہت مشکل ہو رہا ہے۔

آپ کا خاندان نمونہ اسلام تھا اور تمام رسم ورواج خاندان پیغمبرانہ تھا لیکن ایک مجبوری کی وجہ سے اس ماحول میں جا رہا ہے، جس کے اندر دینی اقدار صرف ذہن میں ہیں اور بس۔ عملاً رسم ورواج سے کوئی تعلق نہیں۔ اس صُورت میں کوئی تجویز ایسی سامنے نہیں آتی کہ صالح خاندان کے افراد کیسے پُرانی صُورت پُرانے نقشہ پر دُنیا میں رہیں۔ وہ بات گئی

"کہ یک دم با خدا بُودن ؎ بہ از مُلکِ سُلیمانی"!

اب تو درہم ودینار کی دُنیا ہے۔ چاندی سونا مذہب ہے۔

مجھے جو عزّت ہے، صرف دین سے ہے۔ لیکن رات دن دُنیا کے حصُول کے لئے فکر اپنی پُوری بلندی پر اُڑتا پھرتا ہے، جو حقیقتاً دین کے لیئے تنزّل ہی تنزّل ہے۔

لہ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ (پارہ ۳۰، آیت ۵ "التّین")

خود سوچتا ہوں، مَیں کیوں حریص ہو گیا۔ کیوں حصُولِ دُنیا کے لیئے باغ باغیچے لگا رہا ہوں، کتنے تک مُہلت دیں گے۔

خیال آیا، ہم جن کے آرام کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ کبھی یہ بھی کہیں گے کہ باپ نے ہمارے لیئے کتنی تکلیف اُٹھائی اور کیسی اُٹھائی۔ کیا عرض کروں۔
جب اپنی غفلت دیکھتا ہُوں، تو وُہ وقت تھا۔ اپنا زمانہ سامنے آجاتا ہے۔
جب اپنا حال یہ ہے۔ دُعا کی ضرورت ہے۔ آپ لوگوں کے اسلاف کی برکت

لہ پھر اس کو پست سے پست کر دیا۔

سے اللہ تعالیٰ مہربان ہو۔ ورنہ درطۂ[۱] ہلاکت میں گرنے کے سوا کیا چارہ؟ مکرّمی مولوی محمد معصوم صاحب کو السّلام علیکم قبول ہو۔

آپ کا
محمد عمر

---

(۳۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[۲] بہ سفر رفتنت مبارک باد
بہ سلامت روی و باز آئی

کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب زاد ارشادھم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

مکتوبِ دلنواز پہنچا۔ الحمدللہ۔ اس جوانی کے عالم میں جذباتِ پاک سے سرشار ہیں۔

یہ حج صرف آپ کا نہیں، بلکہ ایک جماعت کا ہے جس کی عقیدت آپ کے خاندان سے ہے۔ خُدا کرے، ساری مُرادیں پُوری ہوں۔ زیارت ہو۔ شرفِ نیازمندی نصیب ہو اور وُہ کچھ عنایت ہو، جس کی طلب ہو: ؎

[۳] "برکریماں کارہا دُشوار نیست"
نہ میں سوہنی، نہ گُن[۴] پلّے، میں کس داماںؔ[۵] کر لیاں

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی محبّت دعشق سے بھرپُور فرمائے۔ دُنیا میں کیا ہے؟ ایک محبّت ہے، لیکن جیسی نیّت ویسا درجۂ محبت۔

کل صُبح ۳/۷/۶۳ جمعرات کو بارادۂ سفرِ عرس شریف بھلیر انشاء اللہ روانہ ہوں گا اور واپسی

---

[۱] ہلاکت کا بھنور [۲] آپ کا سفر جانا مُبارک ہو، خیریت سے جائیں اور واپس آئیں۔ مکتوب الیہ (حضرت صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول صاحب) حج کی سعادت سے نوازے جارہے ہیں اور آپ کی روانگی پہ حضرتؒ نے یہ خط لکھا۔ [۳] بخشش کرنے والوں کے لیئے یہ کام مشکل نہیں [۴] خوبیاں [۵] فخر

۳/۹۲ ۲۱ - ۲۲ر کو ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی اور اس نے چاہا، تو بلا تکلیف زیارت ہوجائے گی۔ آپ اپنے پروگرام میں کاربند رہیں۔ میرا خیال تک نہ فرمائیں، بلکہ یہ آخری خط ہی ملاقات خیال رہے۔

میرے معلّم حج حسن شیر پنجابی میرے ملنے کے لیئے آئے تھے۔ میں نے اُنہیں آپ کا نام مُبارک بایں غرض دے دیا کہ شاید ان کی وجہ سے کچھ زیادہ آرام رہے۔ لیکن جو معلّم آپ نے انتخاب فرمایا، وہی خُدا کرے، آپ کی سعادت حاصل کرے۔

(۳۱)

[۱] نداد ند در دستِ من اختیار
کہ مرخویشتن را کنم بختیار

حضرت والا جاہ سلامت باکرامت باشید

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ!

خیال کئی بار حاضر ہونے کا آیا کہ شرف قرآن حکیم سُننے کا حاصل کروں[۲]، لیکن جب پہنچ کر بھی شامل نماز ہونا نصیب نہ ہو تو اس سے بڑھ کر یہی بہتر ہے کہ دُور سے ہی اپنی ناہنجاری پر تاسف[۳] کھاتا رہوں۔

خیال تھا، کہ خط مکمّل کرکے ارسال خدمت کردوں، لیکن جس شخص کو اپنے لکھّے کی نظرثانی نہ ہوسکے۔ وُہ کیسے نقل کی درستی کرسکتا ہے۔ تین چار دن کوشش کی، لیکن ایک جگہ کاتب نقل کرتا برابر ٹھوکریں کھاتا کہیں سے کہیں چلا گیا۔ عبارتیں آگے پیچھے لگا دیں۔

ایک دوست محمّد امین نے لکھا ہے کہ تمہارے مسودے جب پڑھے جاتے ہیں، تو حظ[۴] آتا ہے، لیکن جب نقل پڑھی جاتی ہے، تو سخت بے ذوقی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ ناقل یا تو بڑھا دیتا ہے یا گھٹا دیتا ہے بعض جگہ مشتبہ الفاظ کی جگہ خود کچھ گھڑ دیتا ہے۔

---

[۱] میرے ہاتھ میں (خدا) نے اختیار نہیں دیا کہ میں اپنے آپ کو بامراد کر دوں [۲] رمضان شریف کے دوران مکتوب الیہ حضرت حافظ صاحب نے تراویح میں قرآن کریم سنایا تھا [۳] افسوس [۴] لطف

اب اصل معہ نقل ارسال ہے۔ ملاحظہ کے بعد عزیزی مولوی محمد معصوم صاحب کے حوالے فرمائیں۔ مطالعہ کے بعد اگر وُہ یا کوئی دُوسرا نقل کر سکے، تو بہت بہتر ہوگا: داشتہ آید بکار، بلکہ وُہ نقل حافظ صاحب کو بھیج دی جائے۔ تو اور خوشی کہ مکتوب الیہ کو مکتوب پہنچ جائے۔ آپ میری تحریر اندھی[1] پڑھ سکتے ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ اصلاح بھی پڑھنے کے بعد فرماتے جائیں گے۔

طالبِ دُعا
محمد عمر

---

(۲۲)

بخدمت جناب حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاج گرامی: خیریت مطلوب۔ غالباً "سلسبیل" حاضر ہوا ہوگا اور مطالعہ سے مشرف فرمایا ہوگا۔ کچھ اور بھی لکھا گیا ہے، جو کسی دن حضور کے سامنے ہو جائے گا۔

میں زکام سے علیل ہوں۔ صحت اللہ تعالیٰ نے دی، تو پچیس چھبیس کو حاضر ہونے کا پختہ ارادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تعلقات کو بہتر سے بہتر محبت بھرے بنائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

حاملِ رقعہ (بی بی) ایک قتل کے مقدمہ کے لئے دُعا کی طالب ہے۔ اس کا خیال ہے کہ حضرتؒ کی مزار پر لاکھ[2] نکلوایا جائے جو آپ موزوں خیال فرمائیں۔ مشفقم مولوی محمد معصوم صاحب کو ارشاد فرمائیں کہ سات کو سزائے موت کا حکم ہُوا ہے۔

طالبِ دُعا
محمد عمر

---

[1] بغیر کہیں رُکے روانی سے

[2] حضرت یونس علیہ السلام کی دُعا لَا اِلٰہَ اِلَّا .... الآیت (آیتِ کریمہ) کا ورد۔

اس خط کی نقل آپ کو بھیجنے کے لیئے اقبال صاحب کو کہہ دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ کسی وقت نقل آپ کی خدمت میں پہنچ جائیگی۔

بھیجنے کا مقصد۔ ایک تو آپ کی توجہ الی اللہ۔ دُوسرا میرا اپنا اخلاص کہ آپ کے مطالعہ میں آجائے۔ ایسی چیزیں اب کمیاب ہیں اور لکھنے والے کم۔ ایک اور دُعا جو تازہ تحریر ہے' ارسال ہے۔ یہ تحفتہً ارسال ہے۔ پڑھنے کے بعد اور نقل اُٹھانے کے بعد یہ ادارہ تصوّف کو بھیج دی جائے۔

آخر کیا عرض کیا جائے۔ جب لکھتا ہوں' تو زمین آسمان کے قلابے ملا دیتا ہوں لیکن اپنی رُوسیاہی دیکھتا ہوں اور غفلت' تو اپنی بدنما صُورت عمل پہ جتنا روؤں کم ہے لیکن قساوت[1] رونے بھی نہیں دیتی۔ ایک حجاب ہے' جو دل پر ہے جو ادھر اُدھر سرکنے میں نہیں آتا۔ اس لیئے میں دُعا کا طالب ہوں۔ جوانوں کی دُعائیں' سیاہ گناہوں کے بادلوں کو اڑادیں گی اور چمکتا ہُوا سُورج سامنے لا کھڑا کریں گی۔ زیادہ دُعا

طالبِ دُعا:
آپکا اور طریقت کا ادنیٰ خادم
محمد عمر

---

(۳۴) بسم اللہ۔ ربّیَ اللہ حسبیَ اللہ

کرم فرمائے بندگان حضرت والا جاہ زاد مجدہ العالی

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

عزّت نامہ شرف صدور ہو کر حالات قلبی پر موجزن ہُوا۔ الحمد اللہ۔ جناب کی مہربانیوں سے سرافراز ہوں۔ میں اپنا وقت آپ کی دُعا سے گذار رہا ہوں۔ مولیٰ کریم کے فضل و کرم ظاہری تو شامل حال ہیں۔ لیکن قلب سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ گناہ سے پریشانی رہی ہے اور بے تکلیف' خدا کی پناہ' دوزخ کی آگ کا خوف ندارد ہو جاتا ہے۔ عذابِ الیم کی

---

[1] دل کا سخت ہونا (کتنی سرنفسی فرما رہے ہیں)

فنا کی گم ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے حال پر رحم فرمائے۔

ویسے دنیاوی پریشانیاں کم ہیں۔ ضرورت پر نقدی وغیرہ آجاتی ہے۔ ویسے خالی
ہوں۔ ستر سو روپیہ کی ضرورت ہے۔ ہر دریچہ پر دھیان تھا۔ غائبانہ صورت میں روپیہ
بلا احسان ہوگیا۔ کوئی چار بیگھہ زمین برادری کے ہمراہ خرید کرلی تھی۔ زمین تو ۳۲ بیگھہ ہے۔
کے خریداری کے حصص درج ذیل ہیں: حاجی محمد نقشبند صاحب و محمد انور صاحب ½۔ محمد عمر،
معین الدین صاحب، حمید الدین و سعید الدین صاحب ½۔ گویا ⅛ کے لئے ساڑھے ستر سو
یہ درکار تھا۔ کل رقم ۱۵۰۰/- معہ خرچ ہے۔ اس کے علاوہ روضہ شریف کی رقوم نقد ۸۵۰/-
ے ذمہ واجب الادا تھی۔ پھر مرمت پر ۶۵۰/- خرچ آیا، وہ بھی بفضلہٖ ہاتھوں ہاتھ ادا
یا۔

نونہالانِ خاندانِ الٰہی کی ترقی اور ان کی روش اور روانگیٔ طبع[1] سے نہایت خوشی
ں۔ اللہ[2] تعالیٰ ان کو روٹی کی فکر سے فارغ کرے اور اپنے پیارے بندوں کی صورت
رت کے جلوہ سے ان کو منور رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔

تزکیہ کا مضمون ترجمان میں مطالعہ میں آیا ہوگا۔ "آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟"
یں وہ لوگ، جو امانتِ الٰہیہ کے سنبھالنے پر تلے ہوئے ہیں۔ صرف اس وجہ سے صوفی
رب ان کے ساتھ نہیں چلتے۔ تصوف کی حقیقت کو علم و عمل سے کورا ثابت کردیا۔
ن یہ نہ دیکھا کہ آپ کے علم و عمل ہوتے نفسی کیفیات کی کیا حالت ہے؟

بعینہٖ یہ حالت ہے کہ مسئلہ استمدادِ موتیٰ پر سماعِ موتیٰ کا ہی انکار کردیا گیا۔ ورنہ صرف
لام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے موتیٰ[3] کے لئے سماع[4] وغیرہ صفات کو کھلے الفاظ
ں مذہب کے اندر دکھانے کی کوشش کی ہے۔

زیادہ کیا عرض؟ یہی ہے کہ کوئی اپنا نہیں رہا۔ جو اس رازِ سربستہ[5] سے لوگوں کو بعتی

---

[1] طبیعت کی روانی [2] بزرگ روٹی کی فکر سے آزاد ہوں گے، وہ بغیر کسی دنیاوی غرض
کے اپنی اصلاح اور خلقِ خدا کی اصلاح کا مقدس فریضہ بہتر طریق سے ادا کر سکیں گے [3] جو فوت ہو چکے
ہوں [4] سننا [5] بھید جو کھلا نہ ہو۔

اہل اسلام کو رُوشناس کر کے حقیقی فلاح کے اندر ان کو داخل کرتا اور ہمیشہ کا اطمینا
ان کو دلاتا۔

حاجی فضل احمد صاحب میرے پاس مقیم ہیں۔ چند دن سے صلاح ہو رہی ہے کہ
کے بعد انشاء اللہ پہاڑ پر جائیں گے۔ کھوڑہ یا کلیال مقام ہوگا۔ کیونکہ گھر والیاں جانا پ
نہیں کر رہی ہیں۔ حرص اگرچہ کم ہے، پھر بھی وہ کام کرنا پسند ہے۔ جو بزرگوں کو ناپسند
اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور انجام بخیر فرمائے۔ صاحبزادگان والاتبار کی خدمات میں دعا سلا

آپکا محمد عمر

۲۴

کرمفرمائے بندہ جناب صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

نیازمندی کے بعد جناب کے نوازش نامہ نے شرف بخشا۔ جواب میں دیری بد
کی گئی کہ آپ دولت خانہ پر تشریف فرما ہوں، تو بھیج دیا جائے۔ اُمید ہے کہ سفر مبارک
مُبارک رہا ہوگا۔ ۲۱/اسوج مطابق ۷/اکتوبر بروز پیر عرس اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ہوگا۔ عرض
کہ آپ ہفتہ یا ضرورت پر اتوار ۲ بجے کی گاڑی میں تشریف لاکر عزت بخشیں گے۔ سواری انشا
ڈھاک حاضر ہوگی اور حسب ارشاد عُرس کے بعد انشاء اللہ بُدھ یا جُمعرات قصُور شریف کے لیۓ
روانہ ہو جائیں گے اور فارغ ہونے کے بعد لاہور اور شرقپور شریف کی حاضری کے بعد نل
کے عُرس میں شامل ہوں گا۔ اور پُورے ہفتہ کے بعد گھر پہنچوں گا۔

مکرّمی جناب مولوی محمد معصوم صاحب! السلام علیکم۔ صاحبزادہ صاحب کا پیش لفظ
رسالہ "یا فتیح" ارسال کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن اب خیال ہے کہ جب تشریف آپ لائیں گے، تو
حاضر کر دوں گا۔ باقی خیریت۔

امسال کھوڑہ میں چند دن توحید پر چند صفحے لکھے گئے۔ جو کہ لیس کمثلہ کی تفسیر ہے
مکمل ہونے کے بعد انشاء اللہ اصحاب ذوق و علم پسند فرمائیں گے۔ انشاء اللہ

میری تحریرات تو بہت ہو چکی ہیں۔ لیکن قبولیت عامہ ابھی تک نصیب نہیں ہوئی،

---

[1] حضرت قاضی عطا محمد صاحبؒ ساکن نلی ضلع خوشاب کا عرس قاضی محمد رضا صاحب ہر سال کرتے ہیں

فرمائیں کہ خاص و عام ان سے فائدہ اُٹھائیں تاکہ میرا دلی مقصُود پُورا ہو۔

طالبِ دُعا ۲۹ ۴/۶۳
محمد عمر

---

(۳۵) اِس پہ ہر اک نثار ہوتا ہے
جس سے ہم کو پیار ہوتا ہے
مُسکرا کر وُہ ٹال دیتے ہیں
جو بھی میرا سوال ہوتا ہے

حضرت والا! السلام علیکم

خط ارسال ہیں اور نامکمّل، لیکن عزیز وحید الدین آگئے۔ بھیجنے پر مجبور ہو گیا۔
حافظ[1] صاحب کا خط حافظ سلطان محمُود صاحب کو پہنچایا جائے۔ غالباً للہ شریف رہنے والے ہیں۔ باقی خود مطالعہ فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت چچا صاحب بزرگوار کی خدمت پہنچادیں تاکہ وُہ بھی مطالعہ کریں۔ پھر میرے پاس واپس بھیج دیا جائے تاکہ نقل کرایا جائے ں الاسلام والے شائع کرنا چاہیں، تو درست کر کے شائع کرا دیا جائے۔

انوارُ الہدیٰ مصنفہ حاجی فضل احمد صاحب مطالعہ کے لئے بھیج رہا ہُوں۔ جلد ہی فارغ کے چچا صاحب کی خدمت میں پہنچادیں، تاکہ ان سے رائے اور تنقید حاصل کی جائے۔ نے خود ابھی تک نہیں پڑھی، لیکن خیال یہی آیا کہ آپ حضرات کی نظر مُبارک سے فارغ نے کے بعد مطالعہ کر لُوں گا۔

آپ کا
محمد عمر

---

(۳۶) نسیان کا بُرا ہو۔

خط لکھنے کا باعث ایک شخص مسمّی ضیاء الدین ساکن للہ شریف ا۔ وُہ نیک صُورت آج جمعہ کو آیا۔ مکرر سہ کرر وجہ آمد جب دریافت ہوئی تو کہا للہ شریف

---

[1] یہ خطوط سلوک و مقصدِ سلوک کے نام سے چھپ چکے ہیں۔

سے حکم ہُوا کہ جمعہ کو حجامت بنایا کرو۔

جواباً کہا گیا کہ یہ تکلیف کیوں گوارا ہو؟ تین چار کوس آنا جانا۔ جب اپنا حجام اور پھر حجامت کا معمول بھی یہ ہے کہ جب مسلمانی صورت سے نکلنے کا وقت ہو، تو حجامت کرائی جاتی ہے اور پھر قصرِ صرف لب تراشی اور ناخن تراشی۔ بہر صُورت مقصُود آپ کی محبت دکھانا ہے اور بس۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم دے۔ فلاحِ عظیم عنایت فرمائے۔

آپ ہماری اپنی غلطیوں پر رحم فرماتے ہیں۔ خُدا کرے، للہ شریف دوبارہ زند ابدی حاصل کرے اور نام تا قیامت روشن رہے۔

والدّعا

آپ کا ادنیٰ محمّد عمر

㉗

کرم فرمائے بندہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم

نیاز مندانہ دُعا و سلام کے بعد:-

شاید میرا نیاز نامہ پہنچا ہوگا۔ طبیعت بیٹھ گئی ہے۔ دُعا فرما دیں کہ اللہ تعا صحت بخشے، ورنہ حاضری سے معذور ہوں۔ ایک گرمی کی شدّت، دُوسرے عوارضِ باطنی[1] کھانے پینے کو جی نہیں چاہتا۔ کوئی لقمہ اندر نہیں جاتا۔

حاملِ رقعہ کے لیئے میری غلطی کی وجہ سے آپ کو تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس نے جہلم جانا ہے۔ اگر آپ کا کوئی مخلص ہو، تو خط عنایت فرمایا جاوے۔ ورنہ میں نے اُن کو مشورہ دیا ہے کہ کوئی ضرورت نہیں، بلکہ اہلِ مد کے ملنے اور معافی چاہنے سے کچھ جُرمانہ پر اکتفا ہو جائے گا۔

والدعا
طالبِ دُعا
محمّد عمرُ

---

[1] اندر کی (دلی) بیماریاں

۳۸

بخدمت حضرت صاحبزادہ صاحب زاد شرفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دعوت نامہ موصول ہوکر باعثِ عزّت ہوا۔ بشرطِ خیرّیت حاضر ہونے کو اپنا شرف خیال کروں گا۔

کیا کہوں۔ نہ دُنیا کی پریشانیاں چھوڑتی ہیں، نہ آخرت کی۔ دو پہلو

دوگونہ عذاب است جانِ مجنوں را

جب کبھی کوئی پریشانی آتی ہے، تو بڑی مہیب صوُرت میں بال بال لرزتا ہے لیکن اس کے فضلِ عام سے جب ٹلتی ہے، تو ایک راحت آجاتی ہے۔ دن کی یہ حالت ہے اور رات کی اس سے بھی ابتر۔ لیکن دیکھنے میں ولی اللہ کہلاتے ہیں اور مشکل کُشا

اللہ تعالیٰ اس سیاہ کار کے پردے رکھے۔ آمین۔ ثم آمین

آپ کا ادنیٰ

محمّد عمر

۳۹

کرم فرمائے بندہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مزاجِ اقدس!

خط مُبارک پہنچا۔ بفضلہٖ تعالیٰ وقت گزار رہا ہُوں۔ ملک حبیبُ الرحمٰن صاحب کا خط آپ کے خط سے پہلے پہنچا۔ جس میں لکھا تھا کہ "خدمت کے لئے تیار بیٹھا ہوں لیکن للہ شریف سے کوئی ہدایت نامہ ابھی تک موصُول نہیں ہُوا"۔

چند دیگر دوستوں نے بھی ملک سعید اللہ خاں صاحب سے میری ضرورت کا ذکر کیا، جس کے جواب میں کہا گیا۔ بلا تردّد وُہ مجھے لکھیں، میں انشاءاللہ کام کرونگا، لیکن یہ کام ایسے نہیں کہ لکھنے سے ہو سکے۔ وہی بہتر ہے کہ ملک صاحب میری طرف سے جائیں اور زبانی کہیں۔

کچھ اور کام ہیں، جو تحریر سے ان شاء اللہ نکل آئیں گے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب قصوری سلمہ ربہ کی آمد سے بڑی خوشی ہوئی۔ میں خود حاضر ہوتا۔ لیکن ابھی طبیعت صاف نہیں۔ اب تو یہ تشریف لے جائیں۔ جب مجھے موقع ملا، میں بلا تردّد حاضر ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ موقع دے کہ کسی وقت قصور شریف اور حضرت قبلہ کے دولت کدہ پر حاضر ہو کر شرفِ نیاز حاصل کروں۔

زندگی گذر رہی ہے، لیکن اپنا وہی حال ہے ؎

چہل سال عمرِ عزیزم گذشت[1]
مزاجِ من از حالِ طفلی نگذشت

دُعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ انجام بخیر فرمائے۔

آپکا ادنیٰ
محمد عمر کان اللہ لہٗ

---

(۴۰) کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خیریت مطلوب۔ عُرس حضرت اعلیٰؒ بتاریخ ۶، ۷، اکتوبر بروز منگل، بُدھ ہے۔ اِس لیئے درخواست ہے کہ حسبِ سابق تشریف لاکر عُرس شریف کو عزّت بخشیں اور تاریخ تشریف اور آمد سے مطلع فرمایا جائے۔ سواری حسبِ ارشاد سٹیشن ڈھاک پر موجود ہو گی۔ ان شاء اللہ!

زندگی بھر کوئی کام کسی کا ختم نہیں ہوتا۔ کاروباری دُنیا پر نظر ڈالی جائے، تو صاف پتہ چلتا ہے کہ چلنا ہی زندگی ہے۔ موٹر کھڑی کر دی جائے، تو اس کا کیا فائدہ؟ فائدہ اسی میں ہے کہ چلتی رہے۔ جتنی ضرورت ہو یا جتنی وہ چل سکے اور یہ بھی شرط ہے، لیکن ایک وقفہ کے طور۔ ورنہ اصل مقصود چلنا ہے اور چلنے کے لئے بنائی گئی۔ یہی حال

---

[1] میری عزیز عمر چالیس گزر چکی، لیکن میری طبیعت میں بچپن ہی رہا (میرا مزاج بدل نہ سکا)

ہماری زندگی کا ہے کہ چلنا ہی چلنا مقصود ہے۔ بعینہٖ یہی حال دین کا ہے اور دین کی رُوح تصوّف، فقر ہے۔ اس کا حال بھی یہی ہے کہ ہر وقت چلتا ہے، بڑھتا ہے اور عُروج پر پہنچتا ہے، وُہ عُروج کتنا ہے؟ جتنی کسی کی ہمّت ہے، لیکن اس کا مقصد یہ نہیں کہ سکوُن ہو جائے۔ سکوُن وقتی تو ضروری ہے، ورنہ پکّا سکون موت ہے۔ اسلیئے کوئی سالک بیٹھ نہیں سکتا، کوئی عارف آرام میں نہیں۔ ہر وقت ایک تمنّا ہے، ایک ارادہ ہے ایک خواہش ہے کہ کچھ اور، کچھ اور، طلبِ[1] مزید زندگی ہے۔

کسی نے کسی طالب علم سے پُوچھا، "کیا پڑھتے ہو؟" کہا "کریما پڑھتا ہوں، لیکن گلستان پڑھاتا ہُوں" وُہ حیران ہُوا۔ کہا "یہ کیسے؟" کہا کہ "جب کریما پڑھاتا ہُوں، تو آپ اس کے معانی اور حقیقت سامنے آتی ہے۔ اِسی طرح جب مَیں گلستان پڑھتا ہُوں، تو اُستاد پر اصل کتاب کا مطلب تب ہی واضح ہوتا ہے۔"

یہی حال تصوّف کا ہے۔ جب کسی کو توجّہ اور القا کیا جائے، تو اس القا میں درحقیقت القا کنندہ کی ترقی ہوتی ہے اور وُہ کچھ دیکھتا ہے، جو سلوک میں دیکھا نہ تھا۔ لیکن کون؟ جو نہی توجّہ نہ دے، بلکہ کسی کو زندہ کرنے کے لیئے توجّہ کرے۔

والدّعا

آپ کا ادنیٰ محمد عُمر

---

(۴۱) محترمی جناب صاحبزادہ صاحب زاد شرفہٗ

السلام علیکم!

آپ کا مسکراتا چہرہ سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ مولوی محمد معصُوم صاحب سے آپ کے خاندان کا ذکرِ خیر ہوتا رہتا۔ وہ تو گئے۔ اب صرف آپ تصوّف کے

---

[1] زیادہ خواہش (دینی لحاظ سے کچھ بننے کی)

حلقے میں آتے ہیں۔

اس لیئے آپ اپنا حق ادا فرمانے کی کوشش فرمائیں تاکہ آپ کی تابندگی میں تصوّف چمکے۔

میری اپنی حالت تو یہ ہے کہ

[1] برزباں تسبیح، دردل گاؤخر

اللہ تعالیٰ سے میرے لیئے دُعا فرمائیے کہ انجام بخیر ہو۔

والدعا

آپ کا ادنیٰ غلام

محمّد عمر

---

(۴۲) کرم فرمائے بندگان حضرت صاحبزادہ صاحب زاد مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خیریتِ مزاج مطلوب!

کیا عرض کروں، کچھ لکھنے کے لئے میرے سامنے نہیں آیا۔ اس لیئے خدمت میں خط نہیں لکھا گیا۔

ویسے تمام سردیاں صرف بیماری میں ہی نہیں گذریں، بلکہ کئی اُلجھنوں کی وجہ سے پریشانی رہی، جو ابھی تک بدستور چل رہی ہیں۔ دُعا فرمائیں کہ طبیعت پرسکون ہوجائے اور حالات سے پریشانی پیدا نہ ہو۔

اصل فقر تو یہ ہے کہ گردشِ زمانہ سے طبیعت متاثر نہ ہو اور ابوالوقت ہوکر وقت گذرے۔ جی چاہتا ہے کہ ایسا ہوجاؤں۔ یہی درست ہے لیکن ماحول بُرا ہے، جو اپنے تاثر سے مجھے اپنی طرف پھیر لیتا ہے۔

شرقپور شریف کی حاضری کا خیال ایک مدّت سے تھا۔ چنانچہ پچھلے ماہ حاضر ہوا لیکن

---

[1] زبان سے خدا کی پاکیزگی بیان ہورہی ہے اور دل گائیں وغیرہ خرید رہا ہے۔

جزادوں میں وہ شفقت کہاں، جو ایک مُرشد کو اپنے مُرید کے ساتھ ہوتی ہے۔

گھڑیوں خدمت میں بیٹھا رہا۔ خاموشی ہی خاموشی تھی۔ گویا اجنبیّت ہی اجنبیّت تھی۔

ج پُرسی تک کسی کی ہمّت نہ ہوئی۔

کاش اہلِ فقر کے وارث اپنی وراثت کو قائم رکھتے اور دُنیادی ماحول سے مُتاثر نہ

تے اور اپنے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے قدم بقدم چل کر باعثِ فیوضاتِ ظاہر و باطنیہ

تے۔

"دُنیا" جب مقصدِ تصوّف ہو جائے، تو پھر بیچارے تصوّف کو دُنیا میں کیسی جگہ ملے

تو در در ٹھوکریں نہ کھائے اور ذلیل نہ ہو، تو کیوں نہ ہو۔

[۲] خالد جان میٹرک کر چکا ہے۔ لاہور داخلہ کے لیئے چلا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس پر

فرمائے کہ ایک مومن کی شان پیدا کر لے۔ بھیرہ سے آیا ہے تو آوارگی غالب نظر آئی۔

ی کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ دُعا کی ضرورت ہے کہ اچھا انسان بنے۔

طالب دُعا

محمّد عمر

---

(۴۲) [۳] هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(پارہ ۳، آلِ عمران، آیت ٦)

کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب زاد شرفہٗ

السّلامُ علیکم ورحمۃ اللہ

نوازش نامہ پُراز محبّت و شوق پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ یہ کتنا شکر ہے کہ ایک

جادہ نشین ہو کر اپنی اصلاح کا خیال ہے ورنہ آج کی سجّادہ نشینی حرص و لالچ اور خوشامد کے

---

[۱] ظاہری اور باطنی فیض رسانی کا سبب [۲] حضرتؒ کے اکلوتے صاحبزادہ جو اب حضرتؒ کے نقشِ قدم

چل رہے ہیں۔ خدا مزید برکت دے۔ [۳]۔ وُہی تو ہے جو (ماں کے پیٹ میں) جیسی چاہتا ہے،

ہاری صورتیں بناتا ہے۔ اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (فتح الحمید)

سوا کچھ نہیں اور چند رسُومِ سلف[1]۔

اللہ تعالیٰ آپ کی طلب کے مطابق انشاء اللہ مہربان ہوں گے۔ بشرطیکہ احساس

مجھے اپنے سجادہ نشینوں سے شکایت ہے کہ باوجود بار بار عرض گذارنے کے و
بات پر توجہ نہیں دیتے۔

تشریف لائے تھے اور چار گھنٹے کے اندر تشریف لے گئے۔

پہلے بھی ایک عریضہ ان کی خدمت میں لکھا، جواب نہیں دیا گیا۔ اب پھر عریضہ تش
کی عزت پہ لکھا، لیکن ابھی تک جواب نہیں اور غالباً نہیں لکھیں گے۔ کیوں؟

صرف اِس وجہ سے کہ احساسِ[2] فقر نہیں۔ سجادہ نشینی کو ہی فقر خیال کر لیا گیا، گویا
سجادے پر بیٹھنا ہی دولتِ فقر سے مالا مال کر دیتا ہے۔

میرا بھی خیال ہے ایک دَولت آجاتی ہے۔ شیخ کا تصرّف دست بستہ کھڑا ہو
ایک گونہ اپنے اندر بھی ایک قوّت پیدا ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر ذرا گہرا غور اپنے نفس کے اندر کیا جائے، تو باطن سراسر خالی ہوتا ہ
اور انفاسِ قُدسیہ کا نشان تک نہیں ملتا۔

مُریدین کے لئے سب کچھ ہوتے ہیں اور اپنے لیئے کچھ بھی نہیں ہوتے۔ باہر ک
روغن سے باطن کبھی نہیں بھرتا: ؎

اندر بھی ہُوتے باہر بھی ہُو ٭ پھر باہُو کتھے لبھیندا ہُو

فقر ہے۔

اپنا نام ونشان نہ رہے، اپنا تصرّف نہ رہے۔

[3] وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ کا فقر نمونہ ہو۔ (پارہ ۲۹۔ سورہ دہر آیت ۳۰)

---

[1] بزرگوں کی چند رسمیں (گدی نشینوں کی حقیقت واضح فرمائی گئی ہے) [2] درویش (اچھا انسان) بننے کا احساس۔ [3] اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے، مگر جو خدا کو منظور ہو۔

(فتح الحمید)

(۴۴)

کرم فرمائے بندہ جناب صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

جناب کا خط پہنچا۔ بڑی خوشی ہوئی کہ آپ صاحبزادہ صاحب کے کارِ خیر میں سرفراز ہو رہے ہیں۔

مولوی محمد معصوم کے خط سے پہلے ہی معلوم ہو چکا۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق فریقین کو محبت کے ازدیاد کا باعث بنائیں اور ثمرات پاک پیدا ہوں۔

آپ کے چچا صاحب جمعرات کو تشریف لائے اور بدھ کو نوشہرہ[1] تشریف لیگئے چند دو روزہ قیام کے لیئے کہا گیا ہے، لیکن فرمایا تنہا ہی خیال تھا۔

وقت اچھا گذر گیا۔

کل بعد نمازِ جمعہ انشاء اللہ ۳ بجے یہاں سے روانہ ہونگا۔ اور انشاء اللہ سات بجے گھر پہنچ جاؤں گا۔

یہاں[2] حسب طاقت کچھ مسودے صاف کرتا رہا اور کچھ حضرت اعلیٰ بریلویؒ کے حالات حل کرنے میں وقت صرف ہوا۔

عزیز خالد محمود صاحب کے ساتھ بھی خط و کتابت جاری رہی۔ کل اُن کے آخری خط کا جواب دے دیا گیا۔ کہ آپ اپنی تنقید کو بدلائل ثابت کریں گے، تو خوشی ہوگی۔

درد سے کچھ افاقہ تو ہے، لیکن کُلّی طور پر ختم نہیں ہُوا۔ زیادہ نہیں چل سکتا۔ سعید احمد اور خالد ساتھ ہیں۔ باقی بچے گھر تھے.......

طالب دعا
آپکا محمد عمر

---

(۴۵)

کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آنجناب کے مکتوب شریف کا جواب چکوال کے پتہ پر دیا گیا تھا۔ شاید پہنچا ہو ۹/۸/۵۹

---

[1] ضلع خوشاب (سون سکیسر) کا مرکزی شہر صحت افزا مقام۔ [2] حضرت صاحب رسالہ سے متعلق مواد مضامین، مسودات وغیرہ سفر کے دوران میں مطالعہ فرماتے، اصلاح فرماتے، ترتیب کے بارے ہدایات دیتے۔ ان کے اپنے ارشاد کے مطابق وہ "سلسبیل" کو ...ن اللہ خان کے ... کا رسالہ بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ یہ بات ۱۹۷۰ء تک کے سلسبیل میں ظاہر ہے۔

کو کھوڑہ پہنچا تھا۔ ۲۷/۸/۵۹ کو واپس گھر جانے کا ارادہ ہے اور ۳/۹/۵۹ کو شرقپور شریف کی حاض
کے لیئے گھر سے نکلنا ہوگا۔

پہلے موسم اچھا نہ تھا، اب قابلِ سیر ہے۔ اگر جناب چند دن کے لیئے سون میں تشر
لا کر میری دعوت قبول فرمائیں گے، تو خوشی ہوگی۔ گزشتہ سال حضرت صاحبزادہ صاحب تشر
لائے تھے اور تقریباً ایک ہفتہ قیام فرما گئے تھے۔

اہالیانِ کلیال کے مخلصین بھی تشریف آوری کی دعوت دیتے ہیں۔ تقریباً ۲۵،
افراد ہم ہو جایا کرتے ہیں۔

طالبِ دُعا

آپ کا محمد عمر کھوڑہ

۹ ۵/۵۹

---

(۴۶)

کرم فرمائے بندہ جناب حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط پہنچا۔ میرے تعلقات ان سے براہِ راست بہت کم ہیں۔ ویسے وُہ
مجھے جانتے ہیں اور حاجی فضل احمد صاحب ایک دو بار ان سے ملے بھی ہیں۔
ملک حبیبُ الرحمٰن ہیڈ ماسٹر خوشاب کھوڑہ کے رہنے والے، تعلقات بھی اچھے
ہیں۔ انشاء اللہ آپ کے خط سے کام ہو جائے گا۔ ورنہ ان کو یا کسی اور دوست کو بھجوا دونگا
آپ اطمینان فرمائیں۔ آپ کی مہربانی ہے کہ مجھے حاضری کی دعوت دی۔ لیکن پُل دریا
تیار ہونے کے بعد کسی دن حاضری دوں گا۔

طالبِ دُعا

محمد عمر

۲۲/۱۰/۶۰

---

(۴۷)

کرم فرمائے بندہ جناب صاحبزادہ صاحب زاد مجدکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ تشریف لا کر بہت ہی خوشی ہوئی کہ آپ

اعلیٰ حضرت[1] قصوری حضوریؒ کے عُرس کی شمولیت سے محظوظ ہُوئے ۔ اَللّٰھم زد فزد

دعوت نامہ تو مجھے بھی پہنچی تھی، لیکن متواتر سفر سے تھک گیا تھا اور ابھی لقائے میں چند تقریبات تھیں۔

پھر یہ بھی خوشی ہوئی کہ آپ نے "ادارۂ تصوّف" کی سر پرستی قبول فرمائی۔ خیال تو ایک مدّت سے ہے کہ جو کچھ لکھا گیا، کوئی اسے پڑھتا۔ لیکن مَیں کیا کر سکتا ہُوں، جبتک وُہ قبول نہ فرمائیں ۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کو ایک خط بھیرہ سے پیر محمّد شاہ صاحب کی معرفت بھجوایا گیا تھا۔ کیونکہ بھیرہ میں ایک ضلعدار نہایت تجربہ کار مل گئے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ مَیں خود اُس خدمت کیلئے حاضر ہوں اور ساتھ ہی بتلایا کہ سلیبس امتحان ضلعداری سرگودھا سے نقل ہو چکا ہے یعنی جو کچھ امتحان میں ہونے والے کا خلاصہ ہے۔ اس کی نقل حاصل کر لی جائیگی۔

اگر ضرورتِ تجربہ کے لیئے چند دن ضلعدار صاحب کے پاس رہنا ضروری ہو، تو پھر شاہ پور کی نسبت بھیرہ میں بہتر رہے گا۔ کیونکہ آپ کے لئے ہر قسم کے انتظام رہائش آسان ہیں۔

آئندہ جیسے حکم ہو ہوگا ۔

ڈیرہ اسمٰعیل کے ممبر کا نام کیا ہے تاکہ اس کے بھی کوئی دوست تلاش پر مل جائیں ایک میرے عزیز افسر چھاؤنی دو سال رہ کر وہاں سے آئے ہیں۔ اگر ان سے تعارف ہُوا، تو شاید آسانی ہو جائے ۔

طالب دعا
آپ کا محمّد عمر

---

[1] حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب قصوری دائم الحضوریؒ کا عُرس ہر سال ماہِ اسوج کے آخری جمعرات جمعہ کو ان کے مزار مقدس (بڑا قبرستان قصور شریف) میں منعقد ہوتا ہے۔ پوری شرعی پابندیوں کیساتھ یہ تقریب منعقد ہوتی ہے

(۴۸) ۱۱/۴/۶۶

مُبارک ! مُبارک !! مُبارک !!!

کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب زادشرفہٗ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ !

صاحبزادہ صاحب کی شادی خانہ آبادی، اُمید ہے کہ حسبِ خواہش سرانجام ہوگئی ہوگی۔

خیال تھا کہ مَیں شادی کے دن عریضہ لکھ دُوں، لیکن پھر کسی رکاوٹ سے نہ لکھ سکا۔ نصف سفر ختم ہوگیا۔ انشاءاللہ اتوار آئندہ کو صُبح کی بس میں خیروال[1] سے سوار ہو کر عصر کے وقت گھر پہنچوں گا۔

وُیسے اب تو بندے کو سراسر پریشانی ہے طبیعت باہر خوش نہیں رہتی سخت پریشانی میں وقت گذار رہا ہُوں۔

اَب تو گھر میں ہی کسی قدر سکُون ہوتا ہے۔ زمین بدلی۔ آسمان بدلا طبائع بدل چکیں۔ اللہ تعالیٰ میرے حال پر رحم فرمائے۔ جب سوتا ہوں، تو ایک دُوسری دُنیا دیکھتا ہُوں، جو اِس دُنیا سے بالکل الگ ہے۔ تو حیران رہ جاتا ہوں کہ یہ دُنیا حقیقت ہے یا وُہ دُنیا جو خواب میں دیکھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ اِس لئے دُعا کی ضرورت ہے۔ مشفقم مولوی محمدؐ معصُوم صاحب کو السّلام علیکم۔

طالبِ دُعا

محمد عمرؒ ۱۱/۳/۶۵

---

(۴۹)

بخدمت جناب حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ

بڑی خوشی ہوئی کہ صاحبزادہ صاحب کی شادی بخیر وعافیت سرانجام پذیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے کتنے احسان ہیں کہ خود کارسازی فرماتے ہیں۔ جینے میں بھی

---

[1] تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ایک گاؤں ہے۔ گجرات اور ضلع گجرات پر حضرتؒ کا خاص کرم رہا۔ سرکارؒ کے فیض سے یہاں کے لوگ مستفیض ہوئے۔

کوئی لُطف نہیں، لیکن مرنے پہ بھی جی نہیں چاہتا۔

[1] ازیں سو ماندہ و ازاں سو راندہ !

دُعا کی ضرورت ہے کہ حسن انجام ہو۔ حاجی فضل احمد صاحب وغیرہ احباب عید پر آگئے تھے اور واپس جا رہے ہیں۔ حاجی صاحب کل چلے گئے۔ مخلصی مکرمی مولوی محمد معصوم صاحب کو السلام علیکم۔

والدعا

طالب دُعا محمد عمر ۱۵/۴/۶۵

---

(۵۰) کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب زاد شرفہٗ ۳۰/۹/۶۵

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

شفقت نامہ پہنچا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ آپ کا اور ہمارا ذریعہ ریڈیو ہے اسلئے ملکی حالات کا علم برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے پاکستان کی عزت رکھ لی۔

غالباً آپ کو یاد ہوگا۔ جب میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا، تو ایک عزیز نوجوان نے رن کچھ کے بارے بڑی لے دے کی کہ اس نے کتنی غلطی کی، موقع ہاتھ سے دے دیا۔ لیکن میں نے جواباً عرض کیا کہ جو کچھ اس نے کیا، ٹھیک کیا۔ جنگیں لڑنا بڑی مشکل ہیں۔

اب جب جنگ شروع ہو گئی۔ اندازہ کیا جائے کہ کن کن مشکلات کا سامنا آیا اور ہمارے ذرائع کیا کیا تھے۔ ان کا کیا مقابلہ؟ سامان بھی ان کے تھے، پیسہ بھی تھا۔ غیر ملکی امدادیں اور غیر مُلکی حمایت بھی ان کو حاصل تھی۔ یعنی امریکہ، برطانیہ اور رُوس کی۔ اس جانب تو صرف اللہ کا فضل تھا۔ اور قیادت فوجی۔ ورنہ آج پاکستان کی ایک اینٹ نہ تھی، جس طرح کہ بھارت نے حملہ کیا۔

---

[1] اس طرف (دُنیا) سے تھکا ہُوا اور دُوسری طرف (خُدا) سے دھتکارا ہُوا

اللہ جانتا ہے کہ ۱۰ یا ۱۷ دن میں کسی پاکستانی کو چین نہیں آیا اور پاکستانی کی زبان پر دُعا ہی دُعا تھی اور وُہ دیکھ رہا تھا۔ جو کچھ ہُوا، اس کے فضل سے ہُوا اور جو کچھ ہوگا، اس کے فضل[1] سے ہوگا۔ ورنہ مغرب سراسر ہمارے خلاف ہے اور ان کے دل ہمارے برخلاف ہیں؛

[2] يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ط پارہ ۴۔ آل عمران آیت ۱۶۷

اور [3] مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ط پارہ ۴۔ آل عمران آیت ۱۱۸

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے نبیؐ کریم کے صدقے پاکستان کو اپنے مقصد میں کامیاب فرمائے اور اپنے اسلام کی لاج رکھے۔ پاکستانی فوج نے جو قربانی دی، وُہ قرنوں تاریخ میں رہے گی۔

چُونکہ حالات معمول پر آگئے ہیں۔ اس لیئے انشاءاللہ عُرس مُبارک ۲۱ اسوج ۶ اکتوبر بروز بدھ وار کو ہوگا۔ امید ہے کہ آپ حسب سابق تشریف لاکر عُرس کی رونق بڑھائیں گے اور اپنے مسند پر تشریف فرما ہوں گے۔

مناسب تو یہی ہے کہ آپ دو دن پہلے تشریف لائیں۔ یعنی سوموار کو تشریف لائیں ورنہ ہر صُورت منگل کو اسٹیشن ڈھاک پر تشریف لائیں، تو سواری حاضر ہوگی۔ انشاءاللہ!

والدعا، طالب دُعا:

بفرمان قبلۂ عالم ۳۰/۹/۶۵

---

[1] حضرتؒ یہ چیز خود دیکھ رہے تھے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کی ابتدا بھارت نے کشمیر کے پاس سرحدی گاؤں اعوان شریف ضلع گجرات پر بم گرا کر کی، جو حضرت قاضی سلطان محمُود صاحبؒ کے مزار کی مشرقی بیرونی دیوار پر پڑا۔ اس کے بعد لاہور پر حملہ کیا گیا، لیکن خدا کا کرم، اسکے بزرگ اور فرشتے مختلف محاذوں پر ڈیوٹیاں دیتے رہے اور خدا نے بقول حضرتؒ صاحب چار گنا دشمن کے مقابلہ میں فتح نصیب فرمائی۔ یہ سب اس کا فضل تھا ـــ

[2] ۔ منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں، جو ان کے دل میں نہیں ہیں۔ (فتح الحمید)

[3] ۔ اور جو ان کے سینوں میں چھپے ہُوئے ہیں، وُہ کہیں زیادہ ہیں۔ (فتح الحمید)

حضرت صاحبزادہ محبوب الرسول صاحب للّٰہ شریف

①

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت والا تبار مدظلہ العالی

بعد آداب وسلام ونیاز کے والا نامہ ابھی تشریف لایا۔ ویسے تو تمام مکتوب کے حروف دل میں بیٹھ گئے، لیکن

قلیل منک یکفنی ولکن قلیلک لا یقال لہٗ قلیل پڑھ کر بہت لطف آیا۔

[1] مولوی غلام محمود صاحب نے میرا عریضہ دیکھا، تو کہا کیا وُہ حضرت اس کو بھیجیں گے؟ اگر نظرِ اشرف کی توجہ میں آجائے، تو معلوم نہیں کیا اثر ہوگا۔

شاید وُہ ابھی تک مزاج کے واقف نہیں ہوئے۔ الحمدللہ! کہ میرے عریضہ نے عزّت حاصل کرلی۔

کیا لکھوں، کیا سناؤں۔ اب تو آنکھوں کی بصارت کمزور ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کو خاص کامیابی عنایت فرمائے۔ خالد کا کام بھی کمزور ہے۔ دعا کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ عرس پر حاضر ہوں گا[2]

چند صفحے لکھنے کے لیئے کئی دن چاہئیں۔ ملاقات کا مجھے بھی شوق ہے، لیکن اتنا ہی کہ زیارت کرلوں۔ کیونکہ اب زیادہ گفتگو میں تھکاوٹ ہو جاتی ہے اور کوئی مفید بات مُنہ سے نہیں نکلتی۔

طالبِ دُعا
محمد عمر

۹/۵۸

---

[1] حضرتؒ کے خسر صاحب مولوی غلام محمود صاحب ساکن بھوجووال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات [2] اعلیٰ حضرت غلام نبی صاحبؒ للّٰہی کا عرس ہر سال آستانۂ عالیہ للّٰہ شریف میں ۲۱ ربیع الاوّل کو ہوتا ہے۔

(۲) کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب زاد مجدہ وسلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی دراز فرمائے۔ کسی کو کوئی فکر، کسی کو کوئی غم۔ مجھے یہ فکر کہ ایسی مؤدت پاک پھر کیسے ہمیں نصیب ہوگی۔ بے شک ہم جا رہے ہیں۔ پتہ تک نہیں، لیکن دنیا بامید قائم۔

تمام خاندانوں میں جب نظر دوڑائی جاتی ہے۔ تو پاک باز صوفی اور پاک دل کم نظر آتے ہیں۔ میں خود عیادت کے لیئے حاضر ہونا چاہتا تھا، بلکہ کل ارادہ بھی تھا۔ ایک کار بھی آگئی تھی۔ گو وقت کم تھا۔ لیکن اپنی طبیعت بحال نہ تھی اور کل بھیکھے والے[۱] دیئے ہوئے پروگرام کے مطابق جمعہ کو پہنچا ہے۔ اس لیئے حاضری سے معذور ہوں۔ آپ کی علالت کا فکر گو ہے، لیکن امید وار ہوں، کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت بخشیں گے۔

"سلسبیل" پہنچا ہوگا۔ لکھنے والے کم، پڑھنے والے کم، امداد دینے والے کم، توجہ فرمانے والے کم۔

دُعا کی ضرورت ہے۔ ہاں! یہ آپ کی خواہش اور دُعا کا اثر ہے کہ مضامین اور تحریریں شائع ہو رہی ہیں۔ خدا کرے، مقبولِ خاص وعام ہوں۔

حضرت[۲] صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں دُعا وسلام قبول ہو۔

والدعا

طالب دُعا محمد عمر

باسمہ ربی العظیم

(۳) کرم فرمائے بندگان جناب حضرت صاحبزادہ صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

شفقت نامہ پہنچا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ مولوی حاجی فضل احمد صاحب خود

---

[۱] تحصیل پھالیہ۔ ضلع گجرات کا ایک گاؤں۔ [۲] حضرت صاحبزادہ حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب مدظلہ

بھی تشریف لائے۔ صاحبزادہ صاحب کی بابت پوری کوشش جاری ہے۔ دُعا بھی کر رہا ہُوں، لیکن تسلّی انگریزی کے سوا نہیں ہے۔ صرف مولیٰ کریم کا بھروسہ ہے اور آپ کی دُعا کا صدقہ اور بس۔ اپنے بس کی بات نہیں۔ کام شروع ہے۔

دُعا فرمائیں کہ "حُسنِ انجام" عنایت ہو۔ یہ کام تو چلتے ہی رہیں گے لیکن ہم نہ ہونگے۔

طالبِ دُعا

محمّد عمر ۹/۵/۷۱

---

④ کرم فرمائے بندہ زاد الطافکم! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ!

سرِعنوان پڑھ کر آپ کی محبت مزید ظاہر ہوئی۔

یہ عنایات آپ کے اور یہ خاکسار کیا؟

الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ بخشے۔ اور تادیر ہمارے سروں پہ آپ کا سایہ رکھے۔

مولوی محمد معصوم صاحب آپ کے ہیں۔ اور آپ ان کے۔ یہ عاجز کیا۔ خدا کرے وہ اُس التفات میں آجائیں، جو طریقت کا زیب ہوتی ہے اور آپ کے حلقہ میں صفِ اوّل کے امام ہوں۔

[1] حافظ سُلطان بخش صاحب کے بھی دو خط آئے۔ آج جواب لکھوں گا۔ وُہ بھی آپ کے ہیں اور آپ ان کے۔ عاجز کے لئے دُعا فرمانا میری التجا ہے۔

والدّعا

آپ کا محمّد عمر

---

[1] حضرت صاحبزادہ صاحب کے ارادتمند لیکن شومئی قسمت سے میاں صاحب ڈنگوی کے یہاں چلے گئے اور توجّہ کی گرمی کھا کر شرعی قیود سے آزاد ہو گئے۔ ان کے نام حضرت حافظ محمّد عمر صاحبؒ کے خطوط کا مجموعہ "سلوک و مقصدِ سلوک" کے نام سے چھپا ہے۔

⑤ کرم فرمائے بندہ حضرت صاحب زادہ صاحب زاد شرفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

نوازش نامہ پہنچا، بڑی خوشی ہوئی۔ احساس ہے، اور زندہ احساس اگر بدستور رہا۔ خدا کرے رہے، تو یہ احساس عمل میں پیدا ہوگا اور عمل سے حال میں ڈھل جائیگا۔ لیکن خوشی ہوئی کہ آپ کے اقبال میں مسجد کو یہ اقبال[1] نصیب ہوا۔ خدا کرے، آپ کے زمانہ میں اس مسجد کو وہ دولتِ ایمانی نصیب رہے، جس کی بنیاد تقویٰ پر تھی:

لَاُسسوھے التقوی من لاول حق ان تقوم[2] مرکز سے مکتوبِ سلطانی کے نام والا خط ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ جب تیار ہوا، تو خدمتِ عالیہ کے زیبِ نظر گذارنے کا خیال ہے۔ انشاء اللہ وہ کچھ پیش کرے گا، جو طریقت کی جان ہے۔ نام یہ ہے "سلوک اور مقصدِ سلوک"

طالبِ دعا
محمد عمر

---

⑥ کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ

خیریت! مزاج گرامی مطلوب۔ آپ کا خط پہنچا۔ خوشی ہوئی کہ آپ کی نظر سے گزر کر حافظ تک پہنچا دیا گیا۔ امید ہے کہ مکتوب کلاں کا مطالعہ ہو رہا ہوگا۔ خدا کرے، جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ ذہنیتوں میں پیش ہو جائے۔

مجھے کسی سے نفرت نہیں، لیکن حقیقت شناس کا فرض ہے کہ وہ حقیقت کو ایسے وقت پیش کر دے۔

والدعا
طالبِ دعا: محمد عمر

---

[1] نصیبہ [2] یہ چیز ٹھیک طور سے پڑھی نہ جا سکی۔

(۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبلہ ام حضرت صاحب مد ظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

ہزاروں شفقتوں بھرا لفافہ اور خط پہنچا۔ کیا عرض کروں۔ اسلام اپنے ساتھی سے مخاطب ہو رہا ہے: ؎

علاجِ دردِ دل تم سے مسیحا ہو نہیں سکتا!
تم اچھا کر نہیں سکتے، میں اچھا ہو نہیں سکتا!

اپنا کیا عرض کروں؟

رمضان شریف کے آخری ایام ہیں اور میں سیلابِ عصیاں، اپنے گناہوں میں گرفتار!

؎ نداد ند در دستِ من اختیار
کہ من خویشتن را کنم بختیار

مریض کسی کا کیا علاج کرے؟ مغفرت و رحمت کا طلب گار ہوں اور بس۔ قرآنِ کریم پڑھے جا رہے ہیں اور میرا دل بدستور بے پرواہ:

[1] فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ

(پارہ ۲۳، آیت ۲۲، سورۂ زمر)

دعا فرمائیے۔ شاید تیر نشانہ پر بیٹھ جائے، نامراد نہ جاؤں: ع

[2] "بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم"

طالبِ دعا
محمد عمر ۱۱/۲/۵۴

---

[1] : پس ان پر افسوس ہے جن کے دل خدا کی یاد سے سخت ہو رہے ہیں (فتح الحمید)

[2] : خداوند کریم بروں کو نیکوں کے ساتھ بخش دیتا ہے۔

۸

باسمہٖ سبحانہٗ

دراِبن (بوقتِ عصر)

۱۷/۴/۶۳

قبلہ وکعبہ سلامت باکرامت باشید

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ایک مدّت سے آپ کے خط کی انتظار تھی، لیکن یاد نہیں فرمایا۔ مَیں نے دیدہ دانستہ[1] نہیں لکھا۔ شاید میری گستاخیوں پر نظر پڑگئی اور طبع ملول ہوگئی۔ اب وقت گذر گیا۔ طبیعت صاف ہوگئی ہوگی اور چاہتی ہوگی کہ مَیں آپ کو عریضہ لکھوں۔

دراِبن مُوسیٰ زئی شریف سے چار میل پر برساتی نالہ سے شمالی جانب ہے۔ بارش کی وجہ سے ایک رات ڈیرہ اسمٰعیل اڈہ موٹر پر گذاری خدا خدا کرکے جب مُوسیٰ زئی شریف پہنچے، تو رات کو پھر بارش ہوئی۔ ہر چند صاحبزادہ صاحب نے اصرار فرمایا، لیکن طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ خانقاہ پر بوجھ ڈالا جائے۔ لاری بارش کی وجہ سے رُک چکی تھی۔ اسلیئے صاحبزادہ صاحب نے میرے لیئے سواری مہیا کی اور دُوسرے یارانِ طریقت میرے ساتھ پیدل آگئے۔

راستہ خراب اور کیچڑ پانی سے پُر تھا تاہم گیارہ بجے دراِبن پہنچ گئے۔ لیکن کوئی گاڑی کوئی بس ڈیرہ اسمٰعیلخاں جانے کے لیئے تیار نہ تھی۔ اڈہ پر ایک چھوٹی سی مسجد میں قیام ہے اور شاید کل کوئی سامان مہیا ہوجائے انشاءاللہ۔ طبیعت بھی اس سفر میں صاف نہیں رہی۔ اس وقت طبیعت کچھ صاف ہے اور آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔

۱۰/۴/۶۳ کو سرگودھا سے روانہ ہوئے۔ اس وقت نفری تقریباً سترہ افراد کی تھی۔ عصر سے پہلے سیال شریف پہنچ گئے۔ فاتحہ پڑھا۔ سجّادہ نشین صاحب موجود نہ تھے، انکے بھائی اور چچا صاحب سے ملاقات ہوئی اور وُہ بہت خوش تھے۔ چائے پلائی اور ہم نے رخصت طلب کی۔ رات جھامرہ رہے، جو وہاں سے ۱۸ میل تھا۔ اپنے ایک دوست

---

[1] جان بُوجھ کر۔

عبدالقادر کے ہاں رات بسر کی اور صبح چائے پی کر روانہ ہوئے اور تقریباً ۲ بجے سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوگئے، لیکن سجادہ نشین وہاں بھی موجود نہ تھے اور نہ ہی حاجی سلطان عبدالحمید صاحب تھے۔ مناسب یہی سمجھا کہ اپنا انتظام کریں۔ کھانا اپنے پاس تھا۔ کھایا۔ قرآن مجید کا ختم پڑھ کر ھدیہ پیش کیا گیا۔ دعائیں کی گئیں، اپنے لیے، اپنے اقرباء کے لیے اور خصوصاً تمام اہلِ سلاسل[1] کے لیے کہ اللہ تعالیٰ ان میں اپنی برکتیں نازل فرمائے اور ان میں طریقت جاری وساری رکھے۔ صبح سویرے وہاں سے روانہ ہوکر تقریباً دس بجے لیہ[2] پہنچ گئے۔ جو ستر میل کے فاصلہ پر تھا۔ اگرچہ گاڑی تیار تھی، لیکن آسانی کے لیئے تیسری گاڑی میں جانے کا خیال کیا، جو اڑھائی بجے جایا کرتی تھی۔ لیکن جب وقت مقررہ پر پہنچے، تو گاڑی ندارد۔ کہا گیا کہ ابھی تک وہ آئی ہی نہیں۔ ایک دوست پیر سید محمد شاہ صاحب کے مخلص کے ہاں رات بسر کی۔ پُر تکلف دعوت ہوئی۔ صبح بذریعہ گاڑی کوٹ ادو پہنچے۔ لیکن گاڑیاں ملتان سے بھری بھری آئیں اور چلی گئیں۔ آخر ایک گاڑی میں ۸½ بجے موقع مل گیا اور تمام دوست بیٹھ گئے۔ تقریباً ۱۱ بجے تونسہ شریف پہنچ گئے۔ دریائے سندھ کے پُل سے گذرے۔ فاتحہ پڑھا۔ روضہ شریف کا گنبد اور فقر کے شاہانہ ٹھاٹھ[3] دیکھ کر حیرت میں آگئے۔ کیا کہیں۔ کتنا بڑا وسیع روضہ، تمام فرش سنگِ مرمر اور تمام مزارات سنگِ مرمر کے تھے۔ برآمدہ اور تسبیح خانہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ کیا ذکر کروں لیکن مسجد اس کے مقابلہ میں بہت چھوٹی تھی۔ بلکہ وہی نقشہ تھا، جو حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ[4] نے بنیاد رکھا تھا۔ تعارف سے ایک بہت بڑا مکان مل گیا اور کھانا بھی لنگر شریف سے پہنچ گیا۔

ظہر کی نماز کے بعد سجادہ نشین سیال شریف بھی پہنچ گئے۔ ان سے نیاز حاصل کی۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ ملاقات کا بدل ہوگیا[5]۔ ختم کلام اللہ پڑھا۔ پھر دعائیں کیں، خصوصاً یارانِ طریقت کے لیئے، پھر فارغ ہوئے۔ یہاں بھی

---

[1] طریقت کے سلسلوں کو چلانے والے صاحبِ نسبت، صاحبِ اجازت اور صاحبِ اثر بزرگ۔ سلسلے مشہور یہ ہیں۔ قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی [2] ضلع مظفرگڑھ کی تحصیل [3] رُعب [4] حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کے پوتے۔ ان کے عہد میں بھی سلسلہ شریف کافی بڑھا۔ [5] کیونکہ سیال شریف ملاقات نہ ہوسکی تھی۔

سجّادہ نشین موجود نہ تھے۔ چھوٹے صاحبزادہ سے نیاز حاصل کیا۔ نوجوان تھے۔ نذر و نیاز حاضر کی، جو قبول فرمائی گئی۔ رات کو کھانا کھایا۔ صبح سویرے فاتحہ پڑھا۔ لیکن بارش شروع ہوگئی۔ بارش ہی میں بس پر سوار ہوئے۔ بڑی بھیڑ تھی اور بڑی تکلیف سے جگہ ملی اور ڈیرہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں تھوڑی بہت بوندا باندی ہوتی چلی گئی۔ تقریباً بیس میل سڑک پختہ تھی۔ پھر کچی آگئی۔ پھر تو خدا ہی سامنے رہا۔ تقریباً چالیس میل کچا سفر شروع ہوا۔ جہاں پُلصراط کا نمونہ تھا۔ کئی جگہ گاڑیاں پھنسیں اور نکالی گئیں اور پھر پختہ سڑک ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی آگئی، جو تقریباً تیس چالیس میل لمبی ہوگی اور تقریباً اڑھائی بجے ڈیرہ پہنچ گئے۔ یہاں بھی موٹر نہ ملی اور رات یہیں بسر کی۔ دوسرے روز موسیٰ زئی شریف پہنچے یہاں بھی سجّادہ نشین صاحب موجود نہ تھے، لیکن ان کے صاحبزادگان نے نہایت اہتمام سے مہمان نوازی کی اور پرانے روایاتِ مہمان نوازی، جو اس خاندان کے چلے آتے ہیں وہ تازہ کئے گئے۔ یہاں بھی ختم کلام پاک پڑھا اور حضرت حاجی دوست محمدؒ صاحب قندھاریؒ اور حضرت حاجی محمد عثمان صاحبؒ اور حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہم کے وسیلے سے دُعائیں کی گئیں۔ غرض کوئی ایسا مقام نہیں، جہاں آپ کو اور آپ کی اولادِ امجاد کو اور آپکے اجداد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو یاد نہ کیا گیا ہو۔ یہ سفر میں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ ان کے زمرے میں شامل فرمائے اور یہی دُعا پڑھتا چلا آرہا ہوں:

[1] تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ (یوسف۔ پارہ ۱۳۔ آیت ۱۰۱)

بہرصورت ۱۴؍ اپریل کو گھر پہنچا تھا لیکن [2] عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ۔ آج دوستوں نے ٹیلیفون اپنے اپنے دفاتر کو دراں سے کئے اور عدم حاضری کی اطلاع دی کہ ٹریفک بند ہے اور حاضری نہ ہوسکے گی، اب دوستوں کے نام پیش کرتا ہوں:۔

---

[1] : تو مجھے (دُنیا سے) اپنی اطاعت (کی حالت) میں اٹھائیو اور (آخرت) میں اپنے نیک بندوں میں داخل کیجیو (فتح الحمید) [2] میں نے اپنے اللہ کو اس طرح پہچانا ہے کہ وہ پختہ ارادوں کو توڑ دیتا ہے۔

۱) حاجی فضل احمد صاحب (۲) پیر سید محمد شاہ صاحب (۳) چوہدری محمد صدیق صاحب
خان عبدالغفار خاں سرگودھا (۵) حافظ دوست محمد صاحب (۶) حافظ حبیب شاہ
ب منڈی بہاؤالدین (۷) ملک محمد نواز خاں کھوڑہ (۸) منشی عبدالمجید صاحب پسر مولوی
مود صاحب (۹) صوفی محمد اقبال صاحب (۱۰) قاضی محمد رضا صاحب تلی (۱۱) حاجی
ن کریم صاحب بھیرہ (۱۲) ممتاز صاحب پراچہ بھیرہ (۱۳) عبدالحکیم خاں صاحب
ک بائیخان۔ (۱۴) سید مظفر حسین شاہ صاحب منڈی بہاؤالدین

عزیز ضیا محمد صاحب و عبدالرشید بھیروی حضرت سلطان صاحبؒ سے واپس
گئے تھے ۔ غرض اپنا بھی کھایا، پرایا بھی کھایا، کچھ دیکھا، کچھ دکھایا، لیکن
ت کی درماندگی ہر جگہ نظر آئی۔ شاخیں چھوٹ رہی ہیں، لیکن تنے کمزور ہو رہے
۔ اللہ تعالیٰ ان میں نئی زندگی عطا فرمائے۔ وَهُوَ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ۔ یہ قدرت
ہے کہ از سر نو زندگی بخشتی ہے اور نونہالانِ طریقت اپنے آپ کو سنبھالیں۔ کتنا
ہوتا ہے کہ مقدس مسندوں پر وہ بیٹھے ہیں، جو اس کے اہل نہیں ہیں۔ ان کو
رم آتی ہے کہ ہم کس منہ سے بیٹھے ہیں۔ اس کا احساس میں نے ہر جگہ پایا۔ اللہم
نا پہ اور تمام مخلوقات پر رحم فرمائے اور اپنے دین کو زندہ فرمائے اور ہمارے دل
ان و یقین بڑھے اور ہمیں حسنِ خاتمہ سے سرفراز فرمائے۔
لہ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

(پارہ ۲، آیت ۲۵۰)

عزیزم مولانا محمد معصوم صاحب کو میری طرف سے دعا سلام فرما دینا۔ ان کی یاد بھی
تی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفا عطا فرمائے۔ آمین۔ درخواست ہے کہ عزیزم سعید احمد
سے بیمار چلا آ رہا ہے، وہ لاہور علاج کے لیئے گیا ہے۔ اس کے لیئے بھی دعا،
!

والسلام: بفرمان حضور قبلۂ عالمؒ

بوسیدہ ہڈیوں میں زندگی پیدا کرے گا لہ اے ہمارے رب ہمیں صبر عنایت فرما اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور کفار پر فتح دے

⑨ از کھوڑہ
۱۰/۸/۶۶

(حضورؒ کا آخری خط)

حضرت قبلہ کرم فرمائے بندہ جناب صاحبزادہ صاحب مدّظلہ العا

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ!

بڑی انتظار کے بعد آپ کا مکتوب پہنچا۔ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ تشریف لا
اور میری حالتِ زار دیکھ کر دُعا فرمائیں گے۔ بیشک میں ایسا ہی ہُوں کہ آپ کی خدم
میں حاضر نہیں ہوسکتا۔ آئندہ آپ کی مرضی، آپ مختار ہیں۔ مَیں نے آپ کی دلچسپی
لوازمِ خدمت بجالانے کے لئے مولوی فضل احمد صاحب اور قاضی محمدؐ رضا صاح
کو تجویز کر دیا تھا کہ وُہ آپ کی آمد پر آجائیں گے اور آپ کے قیام تک خدمت بجا
ویسے تو احباب بہت ہیں، لیکن صاحبِ علم اور صاحبِ محبّت کا انتخاب ضروری

مَیں جگر اور معدے کا بیمار ہُوں۔ آج حکیم محمدؐ سعید صاحب کو دکھایا۔ انھو
تشخیص اور علاج تجویز فرمایا۔ انشاءاللہ اللہ کے فضل سے صحت ہو جائے گی مَیں
مہینے کے اخیر میں گھر چلا جاؤں گا۔ احباب آتے جاتے ہیں، لیکن میرا باہر آنا
دُشوار ہوتا ہے۔

جو خط آپ کا حاجی فضل احمد صاحب کو املا کیا گیا تھا، ملک حبیب الرح
نے کہا کہ شائع ہونا چاہیئے تھا۔ دُوسرے روز مولوی صاحب خط لکھ کر لاہور
گئے۔ شاید بھیج دیں گے۔ مَیں نے انہیں لکھ دیا ہے کہ بھیجیں۔

جُوں جُوں آدمی بڑا ہوتا ہے، حرص بڑھتا ہے اور حرص کے ساتھ مشکلا
درپے آتی ہیں۔ ان سے چھٹکارا مَوت کے بغیر مشکل ہے۔ قرآن میں آتا ہے:-

[1] زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْط
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط

(پارہ ۳۔ آلِ عمران۔ آیت ۱۴)

اللہ کے فضل سے اور آپ کی دُعا سے تمام مدارج طے کر کے "الحرث" کے د
میں پھنسا ہُوا ہُوں۔ لیکن یہ الحرث اب شہد میں ہے۔ اس میں مکّھی مرے گی نکلتی نہ

---

[1] خوش نما معلوم ہوتی ہیں (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی (مثلاً) عورتیں ہوئیں، بیٹے ہوئے، لگے ہوئے
اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور مویشی ہوئے اور کھیتی ہوئی۔ (اشرف علی تھانوی)

الحمدللہ! آپ اسی دھندے میں نہیں پھنسے۔ مگر مجھے کیا معلوم کہ آپ نہیں
ہے۔ ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی پھندا بن جاتا ہے۔

جس مرحلے پر منشی صاحب مرحوم پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت کرے۔
قیت کا نشان تھے۔ خصوصاً خانقاہ ڈھڈی شریف کے لئے۔ مدت سے وہ بیماری کے
ے لے رہے تھے۔ آخر جھٹکا آیا اور ہمیشہ کے لیئے ہم سے جدا ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
یہِ رَاجِعُوْنَ ؏

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

وجیت کا ایک خیال تھا، لیکن اس کے اندر کیا رکھا تھا؟ بیوی زندگی کا سہارا ہوتا ہے
تے وقت بھی دیکھا گیا ہے کہ انہیں کسی خیال میں مبتلا رکھا گیا ہے تاکہ موت کے خوف
ے دور رہیں۔ دنیا کی آسائش نہ ہو، تو دین کا کیا لطف۔ قرآن پاک میں بھی آتا ہے
[1] اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا (پارہ ۲۹ - دہر - آیت ۵)
[2] وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا۔ (پارہ ۲۹ - سورۂ دہر - آیت ۱۷)
یکھیئے ایک جگہ کافور ہے اور دوسری جگہ زنجبیل ہے۔ بہرصورت کسی کو دنیا کا زنجبیل
ور کسی کو کافور۔ ہم کسی نہ کسی طرح دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ عوام الناس
کی دشمنی اور حقارت۔ اللہ کا بندہ وہی ہوتا ہے، جو ان دھندوں سے پاک اور کسی
دھندے میں مبتلا نہ ہو۔ کاش یہ دولت نصیب ہوتی۔ لیکن ہمارے اختیار میں کیا؟

میں کئی دن سے سوچ رہا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ میری حالت کو دیکھ کر
معلوم ہوتا ہے کہ موت آرہی ہے۔ کمزوری اور علالت جب کسی پر ظاہر ہوتی ہے، تو
آخر اس کا انجام موت ہوتی ہے۔ میاں کرم دین صاحب وغیرہ سب دیکھے۔

---

[1] جو نیک ہیں، وہ ایسے جام شراب سے پیئیں گے، جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ [2] اور وہاں ان
کو ایسا جام شراب پلایا جائے گا، جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔

(اشرف علی تھانوی)

اگلے دن خواب میں دیکھا کہ کسی قبرستان میں ہُوں اور بہت قبریں ہیں میری قبر کے لئے موقع کی تلاش ہے۔ کچھ قبروں کے درمیان جگہ تھی۔ لیکن میرے والدصاحب نے کہا کہ یہاں نہیں۔ الگ دُوسری جگہ میں قبر بنائی جائے لیکن میں حیران تھا کہ ایک طرف تو قبر تیار ہو رہی ہے اور ایک طرف میں زندہ ہُوں میں کیسے زندہ درگور جا سکتا ہُوں۔ بہرصُورت شواہد تو ایسے ہی ہیں۔

لیکن دل ہے کہ اپنی جگہ مست۔ حرص و ہَوا سے پُر۔ ایک گھڑی بھی گناہ نہیں چھوڑتا۔ ایسی حالت میں مریں گے، تو کیا مریں گے! جئیں گے، تو کیا جئیں گے؟ اللہ کا فرمان[1] وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْۗءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (پارہ ۱۳۔ سورۂ یوسف آیت ۵۳)۔

دُعا فرمائیے۔ اللہ نیک انجام سے سرفراز فرمائیے اور دُنیاوی حرص و گناہ سے بچائیے اپنی محبتِ صادقہ عنایت فرمائیے۔ جو کچھ میں تھا، وُہ تو لکھ دیا۔ اب آپ کی کرم نوازی اور بزرگانہ الطاف کا منتظر ہُوں کہ اللہ تعالیٰ نیک انجام فرمائے۔ آخر ایک دن جانا ہے کب تک بھاگیں گے ــــ اگلے دن میری زندگی کا راز مجھ پر کھُلا کہ کوئی بھی ہمارے خاندان سے اس عمر تک نہیں گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ عُمر کی درازی[2] صرف مروّت کی وجہ سے عنایت ہوئی ہے۔ اس کے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔ طالبِ دعا ہُوں۔

قِصَّةُ العِشقِ لَا انفِصَامَ لَهَا

لیکن یہاں دُوسرا قصّہ ہے مصیبت کا اور دلدل میں پھنسنے کا قصّہ ہے۔ کون سُن سکتا ہے؟

والدّعا
محمد عمر عفی عنہ

---

[1] اور میں اپنے نفس کو بُری نہیں بتلاتا، نفس تو بُری ہی بات بتلاتا ہے، بجز اس کے جس پر میرا رب رحم کرے بلاشبہ میرا رب بڑی مغفرت والا، بڑی رحمت والا ہے۔ (اشرف علی تھانوی)

[2] تاکہ مخلوقِ خدا زیادہ دیر استفادہ کرسکے اور ہُوا بھی ایسا ہی۔

حضرت صاحبزادہ سیّد محفوظ حسین صاحب بھلیر شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

[1] وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ ؕ (پارہ ۲۸ ' آیت ۳ " طلاق ")

حضرت قبلہ شاہ صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ شفقت نامہ پہنچا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ جواب میں تاخیر ہوئی اور انتظار کی تکلیف آپ کو اس عاجز نے دی۔ معافی کا خواستگار ہوں ؎

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے
نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

آیتِ بالا سامنے آگئی، جو زیبِ عنوان کر دی گئی۔ عاجز سیاہ کار کس قابل کس منہ سے کچھ کہے! لیکن حسبِ ارشاد دعاگویانِ دربار میں ہوتے۔ عرض ہے ؏

"کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی"

مجھے کامل امید ہے کہ انشاء اللہ مولیٰ کریم آپ کی اور آپ کے خاندان کے لنگر کی عزت قائم رکھیں گے اور پاک لوگوں کی اولاد کو ذلیل نہیں فرمائیں گے۔ بحرمت والصاد والنون۔

جب بھی آپ کا خط آتا ہے، دعائی الفاظ نکالنا شروع کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ منظور فرمائے۔ [2] حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ ٥ (پارہ ۴ ' آیت ۱۷۳ ' آل عمران)۔ بزرگ لوگ مجرب فرماتے رہے۔

زیادہ آداب ونیاز

طالب دعا: محمد عمر کان اللہ ۱۹ ۲/۱۰ ۶۲

---

[1] اور جو خدا پر بھروسہ رکھے گا، تو وہ اس کو کفایت کرے گا۔

[2] ہم کو خدا کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

(۲)

مخدومنا حضرت قبلہ وکعبہ مُرشدنا صاحبزادہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ نیاز عقیدت کے بعد نوازش نامہ تشریف لاکر باعث عزت ہُوا۔

الحمدللہ علیٰ ذالک

تیار تھا کہ حاضر ہوکر شرفِ نیاز حاصل کروں گا، لیکن جب تاریخ پر نظر پڑی، تو اسی تاریخ کو بھائی مرحوم مولانا فخرالدینؒ صاحب کا عرس تھا یعنی ۷، ۸ ماہ چیت۔

اس مجبوری سے کہ مَیں احباب سے کیسے غائب رہوں۔ حاضری سے معذوری ہوگئی۔ انشاءاللہ کسی دوسرے وقت تلافی کروں گا۔ عزیزم قدرت اللہ صاحب کو السلام علیکم۔

والسلام عنداللہ
ناچیز سراپا غفلت وعصیاں
طالب دعائے خیر
محمد عمر۔ ۱۶ ۳/۹۲

---

(۳)

کرم فرمائے بندہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ نیاز عقیدت مندی کے بعد جناب کے مکتوب شریف کی تشریف آوری اور یاد کا شکریہ!

حاضری کے لئے پختہ ارادہ ہے۔ انشاءاللہ اتوار یا پہلے موقع ملا تو حاضر ہوں گا۔

---

[۱] حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحب بیربلویؒ کے چچازاد بھائی تھے۔ ان کی نسبت مُیرا شریف ضلع اٹک میں حضرت احمد صاحبؒ سے تھی۔ حضرت احمد صاحبؒ حضرت سلیمان تونسویؒ کے خلیفہ تھے۔

[۲] مکتوب الیہ حضرت سید محفوظ حسین صاحب کے دربار کے مستعد درویش اور حاضر باش خادم تھے۔

سال تو خیال ہے کہ موقع ملے، تو زیادہ قیام ایک شب سے رہے، تاکہ فرصت کے اقع میسّر ہوں اور حاضری کچھ دیر زیادہ رہے۔

ادارۂ تصوّف لاہور کا قیام خدمت علمی تصوّف کے لیئے قائم کیا گیا۔ شاید کوئی تاب ادارہ زیرِ نظر آئی ہو۔ ایک سہ ماہی رسالہ[1] بنام "سلسبیل" بھی جاری ہو گیا۔ جس کے دو نمبر ائع ہوئے۔ علمی آزاد تصوّف کے ذوق پسند اصحاب کے لیئے تو بہت موزوں ہو گا۔ نشاءاللہ رسمی تصوّف والے ضرور ناپسند کریں گے یا وُہ جو تصوّف سے ناآشنا ہیں لیکن لمی طبقہ سے رُوشناسی کا مقصد ہی ادارہ کا مقصد ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ دُعا فرمائیں کہ اسے قبولیت عامہ نصیب ہو اور تحریرات پسندیدۂ خُدا و رسولؐ شائع ہوں۔

آپ کا ادنیٰ غلام

محمد عُمر

---

④ کرم فرمائے بندگان حضرت قبلہ جناب شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آداب و نیاز۔ نوازش نامہ پہنچ کر باعثِ شرف ہوا۔ عرس پر اپنی حاضری باعثِ برکتِ دین و دُنیا خیال کرتا ہوں، لیکن عرصہ اڑھائی ماہ سے بعارضہ درد ٹانگ (عرق النساء) بیمار ہوں اور اپنی چار دیواری میں بند اور قید۔

خیال تھا کہ آرام ہونے کی صُورت پیدا ہو جائیگی تو حاضر خدمت ہو سکوں گا۔

افاقہ تو ہے، لیکن سفر کرنے کے قابل نہیں۔ چند قدم اُٹھانے کے بعد درد بہت زیادہ ہو جاتا ہے اور راستہ میں بیٹھنا پڑتا ہے۔ جناب والا سے درخواست ہے کہ اس رُوسیاہ کے لیئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت بخشے اور دین و دُنیا کی رُسوائیوں سے بچائے۔

وقت گزار رہا ہوں، عُمر ستر اسی کے درمیان ہے، لیکن نفسِ امارہ بدستور سرکش۔ وُہ کرتا

---

[1] "سلسبیل" کا پہلا شمارہ (سہ ماہی) اکتوبر ۱۹۶۲ء کو جاری ہوا۔ ۹۲ صفحات کی ضخیم چیز ہے۔ ابتداء میں حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحبؒ کا مختصر تعارف "پیغام بنام مدیر سلسبیل" درج ہے۔

ہے، جس کے بیان سے بھی شرم آتی ہے "سلسبیل" پہنچا ہو گا اور زیرِ نظر گذرا ہو گا۔ آخر عُمر میں یہی خدمت اپنے قابل خیال آئی۔ بحمداللہ بہت کچھ لکھا گیا، لیکن اپنے نہ دیکھیں اور نہ پڑھیں، اس پر وُہ اپنا نہ سمجھیں، تو کتنا رنج آتا ہے۔

دُعا کی ضرورت ہے کہ اس فریضۂ طریقت کی خدمت سے اللہ تعالیٰ عہدہ برآ ہونے کی توفیق بخشے اور صحیح لکھا جائے۔

ادبِ صالح[1] کی بنیاد اعتدلال پر ہے، جس کی وجہ سے فریقین ہمیں اپنا مخالف خیال کرتے ہیں۔

طالبِ دُعا
محمد عمر
۲۱/۲/۴۴

---

⑤

کرم فرمائے بندہ حضرت صاحبزادہ صاحب مدّظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ قدمبوسی اور نیازمندی کے بعد عرض خدمتِ عالیہ ہے کہ بندہ شرقپور شریف کی حاضری کے لیے اپنی لمبی اور طویل بیماری کے بعد آج لاہور ہے اور شام سے پہلے شرقپور شریف پہنچ جاؤں گا انشاءاللہ!

آپ کی قدمبوسی اور حاضری کا خیال بھی ہے۔ بُدھ کو واپسی ہوگی۔ اگر بھلیر شریف آپ کا قیام بروز بُدھ ۲۰/۳/۴۴ کو ہو، تو مطلع فرمایا جائے۔ اس دن پچھلے پہر گھر کے لئے جانا ہوگا۔

ناچیز فضل احمد سے السلام علیکم
حضور قبلۂ عالم مدّظلہ کل ہفتہ کو لاہور تشریف لائے۔
والسلام فضل احمد

زیادہ دُعا
طالبِ دُعا
محمد عمر
۱۰/۳/۴۴

○

---

[1] پاکیزہ ادب

⑥

باسمہٖ تعالیٰ

بگرامی خدمت حضرت المکرّم جناب صاحبزادہ صاحب دام ظلّہ،

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیریت مزاجِ عالی مطلوب۔

اگرچہ طبیعت علیل رہتی ہے، تاہم انشاء اللہ عُرس مُبارک قیوم عالم حضرت مُرشدنا امام علی شاہ صاحب رح[1] پر حاضری کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم وکرم فرمائے۔ آمین!

اُمید، کہ رسالہ "سلسبیل" خدمت میں حاضر ہوتا ہوگا۔ اس ادارہ اور رسالہ سے مقصد نہایت بلند ہے۔ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔ آمین!

تصوّف کے دریا میں تیرنے والے بھی اپنی مشکلات اور اپنے اعداء[2] کو نہیں سمجھتے۔ جب سمجھتے ہی نہیں، تو مدافعت کیا کریں گے اور یہ تعجب نہیں، تعجب یہ ہے کہ ان کی جانب سے مدافعت کرنے والے بھی ان کی نظروں میں غیر ہیں۔

[3] اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ غَضَبِکَ۔

اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں۔

[4] اس ماہ حضرت اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر کمالات درج رسالہ کئے گئے ہیں۔ مفصل حالات کی ضرورت ہے۔ اچھّی ترتیب سے مل جائیں، تو آئندہ اشاعتوں میں انشاء اللہ قسط وار شائع ہوتے رہیں گے۔

والسّلام

بفرمان قبلۂ عالم محبوب النبی مدظلہ ۲/۶۵ھ

---

[1] ہر سال ۱۲ ارشوال کو بھیر شریف میں یہ عُرس حضرت صاحبزادہ سیّد محفوظ حسین صاحب (مکتوب الیہ) کراتے ہیں [2] عدو کی جمع دشمن [3] اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے محفوظ رکھیو۔

[4] فروری ۱۹۶۵ء کے "سلسبیل" میں سیّد ولایت علی شاہ صاحب نقشبندی کی طرف سے حضرت سیّد امام علی شاہ صاحب مکان شریفی کے بارہ صفحات پر مشتمل زندگی کے حالات چھپے تھے۔

⑦

کرم فرمائے بندہ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مزاجِ گرامی۔ جو نسخہ دمہ کا جناب نے عنایت فرمایا تھا، وہ کاغذ گم ہو گیا۔ براہِ کرم واپسی کارڈ مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔ صاحبزادہ صاحب کو دُعا و سلام قبول ہو۔

آپ کا ادنیٰ خادم
محمد عمر
۲۳ ۵/۶۵

نسخہ اجزائے ذیل تمباکو۔ کھوکھڑیاں۔ جڑ آک۔ برگ کیلا۔ چوتھی جز یاد نہیں و وزن۔ لقایا جز تحریر فرمایا جائے۔

چلنے سے پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ کتاب دیکھ کر صحیح نسخہ لکھا جائیگا۔

ادنیٰ غلام
محمد عمر

○

بارگاہِ ربُوبیّت میں

دم بدم تیرا تصور ہی رہے اور جستجو!
ذکر تیرے سے رہے معمور میری گفتگو

کر محبت ذاتِ اقدس کی مجھے یارب عطا
تاکہ میں سب بھول جاؤں جو کہ ہے تیرے سوا

نیک و بد اغیار کی اُٹھ جائے بھی مجھ سے تمیز
اور تیرے ماسوا ہرگز نہ ہو مجھ کو عزیز

یاالٰہی میں تیری حمد و ثنا کرتا رہوں
شکر تیری نعمتوں کا میں ادا کرتا رہوں

آنکھ میری بند ہو اور قلب ہو میرا کھُلا
پھر تجلّی طُور کی قائم رہے اس پر سدا

موت سے پہلے ہی مرنا مجھ کو ہو جائے نصیب
تا فنائے قلب سے لذّت اُٹھاؤں اک عجیب

خوف تیرے سے ہمیشہ چشم میری تر رہے
جسم میں لرزہ رہے اور دل میں تیرا ڈر رہے

ساتھ ہی دعوٰی محبت کا رہے باعزّ و ناز
بے نیازی کا تری کھٹکا رہے اے بے نیاز

مطلعُ الانوار سینہ میرا ہو جائے تمام
میں مٹوں سارے کا سارا اور مٹ جائے یہ نام

قُل ھُوَاللہُ اَحَد کی ہو جھلک پرتو فگن
کچھ نہ ہو کھٹکا کہ میرا کوئی ہے فرزند وزن

وصل تیرا ہو میسر بے تکیف، بے قیاس
لیک ظاہر میں رہے تیری شریعت کا لباس

سُنّتِ خیر الورٰی کی بھی ملے مجھ کو لِوا
ہر نفس پر میں کہوں یا مصطفٰے یا مجتبےٰ

آنکھ میری دیکھ لے پھر نور اس محبُوب کے
اور حجاب اُٹھ جائے سارا چہرۂ مطلوب سے

یہ حقیقت دیکھ کر پھر ہو حقیقت کُل عیاں
جس کے کہنے سے لرز جائے زبانِ ناتواں

موت گر آجائے، آسانی سے ہو میرا گذر
جیسے کوئی پل سے گذرے یا کہ راہ بے خطر
ہاں مسلماں ہو کے جاؤں اس جہاں سے اے خدا
بندگانِ خاص میں پھر رکھیو مجھکو اے شہا

عصمت و عفت تری کی بھی ملے مجھکو ردا
کیونکہ یہ بدکار اب تو ہے بہت رسوا ہُوا
نفس امّارہ پہ قابو دے تُو اے قادر کریم
تیری رحمت کے سوا چارہ نہیں اب تو رحیم
اِک گھڑی یا اس سے بھی کم مجھکو اپنے پر نہ چھوڑ
یاالٰہی بحرِ عصیاں میں مری کشتی نہ توڑ

ماں سے بڑھ کر تُو ہوا اور باپ سے بڑھکر بھی تُو
یار و مونس میرا تو ہو اور سب کچھ تُو ہی تُو
رات دن تیرا تخیّل ہی رہے مجھکو مدام
ایک ساعت بھی نہ ہو تیرے سوا مجھ کو آرام

تُو بھی میرا ہو رہے اور مَیں بھی تیرا ہو رہوں
تیری وحدت ذات میں ہو محو میں جیوں مروں
تیرے کانوں سے سُنوں گر میں سُنوں اے کردگار
تیری ہی آنکھوں سے دیکھوں گر میں دیکھوں بار بار

کچھ ارادہ ہو نہ میرا گر ارادہ میں کروں
جو ارادہ تو کرے، پھر وُہ ارادہ میں کروں

حضرت صاحبزادہ
حافظ محمد عمرؒ بیربل شریف

دو دعوت نامے

صاحب نسبت اور صاحب اجازت بزرگ اپنے مخلصین کو کیسے بلاتے یں! ذیل میں دو خطوط کا کچھ حصہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت قاضی سلطان محمود[۱] صاحبؒ اعوان شریف اپنے ایک مخلص مولوی القادر صاحب لاہوری کو ایک خط میں لکھتے ہیں :۔

"مہربانِ من : باجرہ پک گیا۔ پہاڑوں[۲] کی بہار لہرا رہی ہے مگر آپ نہ آئے :"

ان کلمات کا اثر یہ ہُوا کہ مولوی صاحب دیوانہ وار پہنچے آپ انہیں دیکھ کر بت خوش ہوئے اور بے حد شفقت اور توجہ فرمائی۔

مقاماتِ محمود صفحہ ۹۹

حضرت خواجہ صدیق احمد صاحب سید دی[۳]ؒ کو جناب حضرت حافظ محمد عمر صاحب یربل شریف نے تحریر فرمایا :۔

"آیا کرو اِدھر بھی میری جاں کبھی کبھی :

؎ حضرت قاضی سلطان محمود صاحبؒ (وصال ۱۹۱۹ء) جناب حاجی عبدالغفور اخوند صاحبؒ سوات شریف لوں کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے سلسلہ کی اشاعت خاصی فرمائی۔ ان کے بعد ان کے بھتیجے اور جانشین حضرت احبزادہ قاضی محبوب عالمؒ صاحب کے زمانہ میں بھی کافی اشاعت طریقت ہوئی۔ ۲؎ اعوان شریف ضلع بت کشمیر کی سرحد کے قریب ہے اور نزدیک پہاڑ ہیں ۳؎ حضرت صدیق احمد صاحب سید دیؒ (وصال ۱۹۶) حضرت خواجہ محبُوب عالم صاحب سیدا شریف (خلیفہ حضرت سید توکّل شاہ انبالویؒ) کے صاحبزادے تھے۔ طبیعت میں درد تھا۔ ابتدا میں حضرت سید نورالحسن صاحبؒ کیلوی (وصال ۱۹۵۲) کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے بعد میں حضرت خواجہ حافظ صاحبزادہ محمد عمر بیربل شریف والوں کے پاس حاضری دی

عزیزِ مکرم جناب صاحب زادہ صاحب زاد شرفہٗ

وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ!

آپ کا محبّت نامہ رنگ دار بے رنگ ہو کر پہنچا لیکن جب کھول کر دیکھا، تو رنگ دار تھا۔ خُدا کرے اِس سوز و ساز میں رنگ آجائے، "تاکہ دُنیا رنگ جائے"۔

والا نامہ میں دعوت بھی ہے اور دُعائیں بھی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب سیدؔ دیؒ بھی زندگی بھر حاضر ہوتے رہے۔ فرماتے تھے۔

"میری عمرُ دی کمائی، پیر دی گلیاں دے پھیرے"۔

ہیں یہ خط "نورِ نظر" اپنے لئے

١٤٠٦ھ

(نظام الدین توکلی)

464